قال الشافعي رحمة الله عليه

بان الناس في فقه عيال على فقه الامام ابي حنيفه

فلعنة ربنا اعداد رمل على من رد قول ابي حنيفه

الحمد لله رب العالمين که رساله نافع المسلمين ومفيد المقلدين مسمی به

جواب الصحائف

عن

لسواغية المقلدين

من تصنيف حافظ غلام جيـ[illegible] نقشبندي مجددي پشاوري امام مسجد سيد کرم شاه مرحوم

[illegible] مطبع فاروقی دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین واصلی واسلم علی خاتم النبیین وعلی احبائہ الی یوم الدین وعلی کاتب الحروف ناصرہ معھم اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین اما بعد حمد و نعت کے خدمت مین حضرات ناظرین باتمکین کے التماس ہے کہ ایک اشتہار مطبوعۂ بنارس جو مولوی محمد سعید بنارسی کیجانب سے شایع ہوا تھا بنابر سوالات ذیل (١) آنحضرت صلعم کا آمین آہستہ کہنا جہری نماز مین اگرچہ تمام عمر مین ایک بار ہو (٢) حضرت صلعم کا رفع یدین بوقت رکوع مین جاتے اور رکوع سے سر اوٹھانے کے نکرنا (٣) حضرت صلعم کا زیر ناف نماز مین ہاتھ باندھنا (٤) حضرت صلعم کا مقتدیون کو سورۂ فاتحہ کے پڑھنے سے منع کرنا (٥) حضرت صلعم کا یا باری تعالیٰ کا ائمہ اربعہ مین سے کیسکی تقلید کو واجب کرنا (٦) آنحضرت کا وترون مین رفع یدین کرنا (٧) آنحضرت کا جلسہ استراحت نکرنا (٨) آنحضرت کا چوتھی رکعت مین تورک نکرنا (٩) آنحضرت کا دس درہم مہر مقرر کرنا (١٠) آنحضرت کا سرکہ شراب کے بنانے کو درست کرنا - کہ جو صاحب علماء احناف مین سے ان مسائل مندرجہ اشتہار کو کسی آیت یا حدیث صحیح یا حسن لذاتہ سے ثابت فرمائین اور وہ آیت یا حدیث جس مسئلہ کے ثبوت مین پیش کرین نص صریح ہو تو ان کو حق تلاش پندرہ روپیہ دیا جائے گا - جسکے جواب مین ہمنے صرف ایک ایک دو دو حدیثین و آیتہ لکھکر ایک اشتہار خلاصہ چھاپ دیا - اس لئے کہ غیر مقلدون کا یہ اشتہار صرف مغالطہ ہی اس غرض سے کہ عوام کے خیال مین یہ سما جاوے کہ ہمارے صاحب مذہب نے یہ امور فقط اپنی رائے سے مقرر کردئے ہین حدیث مین نہین ورنہ غیر مقلد کیون فی حدیث پندرہ روپیہ انعام کا وعدہ دیتے عام کو یہ معلوم نہین

کہ انعام کا دھوکہ ہی ورنہ ہزار ہا سوالونکے جواب مقلد غیر مقلدون کو دے چکے اور انعام مین اُنسے ایک حبہ بھی نہ نکلا - اس اشتہار جوابی کو ملاحظہ کرتے ہی مولوی صاحب کے تعصب کی آگ بھڑک اوٹھی اور اسکے جواب الجواب مین ایک دس ورق کا رسالہ مسمی بفرحۃ الاخبار لکھکر شایع کیا کہ جسمین جناب نے سراسر نفسانیت کے تقاضا سے تردید مین تعصبانہ غیر مفید تحریر کین جو اہل علمون کے نزدیک قابل دید نہین کیونکہ سوائے مغالطہ و الفاظ متکبرانہ اور افترا پردازی کی کوئی سطر بھی اُسکی خالی نہ تھی خیر کچھ جیسا کی شکایت نہین ہو اسلئے کہ ان صاحبان کی یہ جبلی عادت ہے - دیکھو حضرت عمر ابن الخطاب جیسے خلیفہ کو بدعتی بسبب قایم کرنے نماز تراویح کے اور امام صاحب وغیرہ کی حق مین بے ادبانہ الفاظ لکھنے ہین جسکا ذکر ہم انکے عقائدون مین لکھینگے انشاء اللہ - پہلے ہی مولوی صاحب نے فرحۃ الاخبار مین - یہ جملہ لکھا کہ عرصہ چوبیس برس کے بعد میرے اشتہار کا جواب حافظ غلام جیلانی صاحب کیطرف سے مطبع شریف پشاور سے شایع ہوا اور یہ نہ سوچی کہ سانپ اگرچہ سو برس غار مین کیڑون مکوڑون کی بادشاہت کرے جب کسی آدمی کے سامنے ہوگا تو لاٹھی یا پتھر چھوتا سے اُسکے سر کو کچل دیگا کیا وہ ناز سے یہ کہیگا کہ مجکو سو برس کی بعد مار سکے او عقلمند اُسکے اس بیان اُسکی شہزورمانینگے ہرگز نہین بلکہ اُسکی ایک گونہ طاقت پائی جائیگی کیونکہ مارے خوف کے خود روپوش رہا جب قضا باہر لائی مارا گیا - تو مولانا صاحب آپکا اشتہار بھی ہم کو جب ملا فوراً جواب دیا گیا آپ اُس سے دریافت فرماوین کہ جسنے اتنے عرصہ کے بعد لاکر جواب طلب کیا پھر مولوی صاحب یہ لکھتے ہین - کہ حافظ صاحب کو لازم تھا کہ پہلے کتب اصول حدیث مین حدیث صحیح او حسن لذاتہ کی تعریف ملاحظہ فرماتے پھر کتب اصول فقہ مین نص و صریح کی معنی معلوم کرتے پھر اشتہار کا جواب نہین شرط کا لحاظ کرکے لکھتے - حضرت مولانا صاحب ہمارا جوابی اشتہار باوجود ایک نقد اور خلاصہ ہونی کے پھر بھی شرائط مذکورہ کا پابند تھا آپ اپنے دل مین خیال فرمائین کہ ہمارے سوالون کی جواب آپنے انہین شرائطون کے لحاظ سے دئے ہین یا نہین بالکل نہین جنکی قلعی ہم بعد آپکے سوالون کے جواب دینے کے کھولدینگے اور اب ہم تعریف حدیث صحیح اور حسن لذاتہ کی او معنی نص و صریح کی بموجب کتب اصول کی لکھتے ہین آپ از راہ مہربانی ہماری جوابون او اپنے جوابونکو اسکے ساتھ جانچین او تعصباً خیالات کو چھوڑکر سوچین کہ حق کسکی جانب ہے تعریف حدیث صحیح کی یہ ہے کہ جو بخاری نے لکھی ہو خبر الاحاد ینقل عدل تام الضبط متصل السند غیر معلل و لاشاذ ھو الصحیح لذاتہ او حدیث مین کچھ قصور ہو اسکو صحیح او جسمین قلت قصور ہو مگر تعدد طرق سے قوی ہو وہ صحیح لغیرہ ہو جاتی ہے

اور **تعریف** اُسکی یہہ ہی چنانچہ شرح نخبہ میں ہی ان وجد ما یجبر ذلک القصور ککثرۃ الطرق فہو
الصحیح ایضا لکن لا لذاتہ اور **تعریف حسن لذاتہ** کی شرح نخبہ میں اسطرح لکہی ہی وحیث لا اجبران
فہو الحسن لذاتہ **لفظ** حدیث عام ہی نزدیک جمہور محدثین کے یعنی مرفوع موقوف مقطوع ان ہر سکو حدیث
کہا جاتا ہی اگر ہم مقطوع یا موقوف حدیث پیش کردین تو بہی مولویصاحب کو تسلیم لازم آویگی کیونکہ اُنہون نے کوئی قید
حدیث مرفوع کی نہیں لگائی لیکن ہم وہ حدیث پیش کرینگے جو مرفوع ہوگی اور **نص** کی تعریف اصول فقہ مین
اسطرح لکہی ہی دیکہو منار مین واما النص فما ازداد وضوحا علے الظاہر لمعنی فی متکلم لا فی نفس الصیغۃ
اور **تعریف صریح** کی تلویح مین اسطرح لکہی ہی الصریح ما انکشف المراد منہ فی نفسہ تعریف تو اسکی یہہ ہی
جو لکہی گئی اور **قیود** اُسکی تلویح مین اسطرح پر ہین واحترز بقولہ فی نفسہ عن استتار المراد فی الصریح
بواسطۃ غرابۃ اللفظ او ذہول السامع عن الوضع او عن قرینۃ او نحو ذلک انتہے ایہا الناظرین
رسالہ ہذا سے یہہ استدعا ہی کہ از راہ مہربانی جواب مجیب کو بنظر انصاف ملاحظہ فرماوین کہ بموجب شرط سایل کے جواب
دئے گئے ہین یا نہین **فائدہ** بعض مقامو نمین جو جرح اور توثیق روات کی ہمنے کی ہی وہ صرف اس لحاظ سے ہی کہ غیر
مقلدو نکا اکثر یہہ قاعدہ ہی کہ اہل سنت جماعت کی حدیثو نکو جو راوی ہین اُنپر طرح طرح کی جرح کرکے ائمہ دین پر طعن کرتے ہین
اور عوام کو دہوکہ مین ڈالتے ہین ورنہ ہمارے نزدیک ہر ثقہ صالح کا قول معتبر ہی چنانچہ حدیث مرسل و مقطوع
و منقطع و موقوف اور ضعیف بہی حجت ہو سکتی ہی اگر معارض ساتھ قوی کے نہو **فائدہ** بعض مقامو نمین عربی
عبارت کا حاصل لیا گیا ہی اور بعض جگہہ فقط اشارہ طرف کتاب کے کردیا گیا ہی اور بعض مقامو نمین منقول عنہ کا
ذکر ہی نہ ناقل کا یہہ باتین صرف بخوف طوالت کیگئی ہین **فائدہ** ہم اس رسالہ مین اول جواب سوالات عشرہ
مذکور الصدر کرکے پہر تردید اُن دس جوابو نکی کرینگے کہ جو ہمنے اپنے اشتہار کجحجت مین سوال کئے تہے اور مولویصاحب نے
کچہہ ہتپا ہتوپی کرکے جواب دئے ہین بعد انکی تردید کے پہر اُن پانچ سوالو نکے جواب تحریر کرینگے جو مولویصاحب نے
درۃ الاخبار کے آخر مین کردئے ہین اُسکے پیچہے کچہہ اُنکے عقاید لکہینگے لیجئے بجناب مولانا صاحب مین اللہ جل جلالہ
کا نام پاک لیکر آپکے سوالون کے جواب پہر شروع کرتا ہون اور ناظرینان با انصاف سے انصاف کا طالب ہون

کیونکہ آپ بوجہ تعصب یا بخوف انعام شاید نہ منظور کرین تو اسی خیال سے تمامی دلائل ہمنے پیش
نہین کئے کیونکہ یار زندہ صحبت باقی پہر دیکہا جائیگا **فائدہ** نیچے مولویصاحب بموجب آپکی شرطون کے
حدیثین صریح صحیح و آیتین ان جوابات مین پیش کیجاتی ہین اور آپکے اشتہار سے یہہ ثابت ہوتا ہی
کہ کسی محدث کے نزدیک وہ حدیث صحیح ہو کیونکہ آپنے کوئی قید اجماع یا اکثر کا نہین لگایا۔ اگر ہم وہ
حدیثین پیش کرین جو بعض محدثینون نے اُنکو صحیح کہا ہو تو بہی آپکو تسلیم لازم آویگی نہین بلکہ ہم وہ حدیثین
پیش کرتے ہین جو کُل علما اُنکو صحیح کہتے ہین۔ **سوال اول حضرت صلعم کا آمین آہستہ کہنا
جہری نماز مین اگرچہ تمام عمر مین ایکبار ہو۔ جواب** ۔ آمین کا خفیہ کہنا سنت ہی کیونکہ یہہ
دعا ہی چنانچہ قال البخاری فی صحیحہ وقال عطاء آمین دعاء کہا ہی امام بخاری نے اپنی صحیح مین کہ
کہا ہی عطا نے آمین دعا ہی انتہے اور دعا مین سنت اخفا ہی ایسا کہ خود سن سکے نہ غیر جیسا کہ قال العینی
والدلیل علے انہ دعاء قولہ تعالے قد اُجیبت دعوتکما قال ابو العالیۃ وعکرمۃ ومحمد ابن کعب
والربیع ابن موسی علیہ و علے نبینا صلوۃ وسلام یدعو وہارون یأمن فسماہما اللہ تعالے
داعیین فاذا ثبت انہ دعاء فاخفاءہ افضل من الجہر بہ لقولہ تعالے اُدعوا ربکم تضرعا
وخفیۃ کہا ہی عینی نے اور دلیل اسپر کہ آمین دعا ہی یہ قول اللہ پاک کا ہی کہ تحقیق قبول کیگئی دعا تم دونکی
اور کہا ہی ابو العالیہ و عکرمہ و محمد ابن کعب اور ربیع ابن موسی نے کہ حضرت موسی ع دعا کرتے تہے اور
ہارون ع آمین کہتا تہا پس ان ہر دو کو اللہ نے داعیین کہا پس جب یہہ ثابت ہوا کہ یہہ دعا ہی پہر اخفا
اسکی افضل ہی بلکہ سنت بموجب فرمانے اللہ پاک کے بلاؤ رب اپنے کو ساتھ زاری اور خفیہ کے
فائدہ آیۃ اولی صغری ہی اور ثانیہ کبری اور یہہ ہر دو مسلم ہین یعنی آمین دعا ہی اور ہر دعا خفیہ
ہونی ہی پس آمین خفیہ ہوئی) قال فی المعالم قد اجیبت دعوتکما انما نسبہ الیہما والدعاء
کان من موسی ع لانہ روی ان موسی ع کان یدعو وہارون ع کان یؤمن والتامین دعاء انتہے
ونحوہ فی الجلالین والبیضاوی والمنیر والتفسیر الکبیر والحسینی والخازن وابن الجریر وتفسیر

غرائب القرآن و مدارک میں کہا ہے سالم میں تحقیق قبول کی گئی دعا تم ہر دو کی اور دعا اسواسطے نسبت کی گئی طرف ان
ہر دو کے اور حال یہ کہ دعا تھی موسی علیہ السلام کی اسواسطے روایت کی گئی کہ تحقیق موسیٰ تھے دعا کرتے اور ہارون تھے آمین کہتے
والا اور آمین دعا ہے۔ اور ما سوا اسکے جلالین بیضاوی حسینی تفسیر کبیر و حسینی خازن و ابن جریر و تفسیر غرائب القرآن اور مدارک میں بھی گی
انتہی اگر خصم اعتراض کرے کہ آمین کا دعا ہونا قول مفسرین کا ہے نہ حدیث کا تو جواب اسکا یہ ہے کہ ان مفسرین نے ابن عباس سے نقل کیا
آمین کا دعا ہونا تو یہ حکم امر صریح ہوا اور قولہ تعالی واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ یاد کر ای نبی رب اپنے کو اپنے نفس میں ساتھ
زاری و خیفہ کے قال فی الخازن قال مجاہد وابن جریج امروا ان یذکروہ فی الصدور بالتضرع والاستکانۃ دون رفع الصوت والدعاء
کہا ہے خازن میں کہ کہا مجاہد اور ابن جریج نے امر کیا اللہ نے کہ یاد کریں اسکو اپنے سینوں میں ساتھ عاجزی اور فروتنی کی بغیر بلند آواز کے
و دعا میں انتہی قال فی المدارک واذکر ربک عام فی الاذکار من قرأۃ القرآن والدعاء کہا ہے مدارک میں واذکر ربک عام ہے ذکروں
میں خواہ قرآن ہو یا دعا ہو قال ابن جریر فی تفسیرہ عن ابن جریج ویکرہ رفع الصوت والنداء والصیاح بالدعاء اور کہا
ابن جریر نے اپنی تفسیر میں کہ روایت ہے ابن جریج سے کہ کہا مکروہ ہے بلند کرنا آواز کا ساتھ دعا کے انتہی واذ نادی ربہ نداء خفیا
قال فی الخازن ای دعا ربہ فی المحراب دعاء سرا من قومہ فی جوف اللیل جب بلایا زکریا نے اپنے رب کو محراب میں بلانا پوشیدہ
اس سے معلوم ہوا کہ دعا خفیہ اللہ کو پسند ہے کیونکہ یہاں اس کی مدح فرمائی اور مثل اسکے مدارک میں بھی ہے انتہی
پس جبکہ ہمنے آیتوں سے ثابت کر دیا کہ آمین دعا ہے اور اسکا خفیہ کہنا سنت ہے تو اب ہمکو کوئی حاجت
حدیث لکھنے کی نہیں رہی مگر تبرکا دو چار حدیثیں بھی لکھتے ہیں وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ
بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا اور نہ جہر کر ای نبی ساتھ نماز اپنی کے (یعنی قرأت جہر نکر) اور نہ پوشیدہ کر نماز کو (یعنی
اس کی قرأت کو) اور طلب کر درمیان اس کے (یعنے جہر اور اخفا کے) رستہ درمیانہ انتہی عن عائشۃ
ولا تجہر بصلاتک ولا تخافت بہا قالت نزل ذلک فی الدعاء رواہ الشیخان روایت ہے
بی بی عائشہ سے کہ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا کہا نازل ہوا یہ قول دعا میں روایت کیا
اس کو بخاری و مسلم نے انتہی اس آیت سے صاف ظاہر ہوا کہ آمین آہستہ کہی جاوے نہ جہر ورنہ
خلاف آیت شریف ہوگا عن ابی موسی الاشعریؓ قال لما غزی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم خیبرا وکما قال اشرف الناس علی واد فرفعوا اصواتہم بالتکبیر اللہ اکبر
لا الہ الا اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایہا الناس اربعوا علی انفسکم
فانکم لا تدعون اصم ولا غائبا انکم تدعون سمیعا بصیرا قریبا وہو معکم
رواہ الشیخان روایت ہے ابو موسیٰ الاشعریؓ سے کہا جب خیبر کی غزا کی رسول علیہ السلام نے
پہونچے لوگ اور ہر ایک آدمی کے پس بلند کیا انہوں نے اپنی آوازوں کو ساتھ تکبیر کے فرمایا۔
حضرت نے اے لوگو جہر نکرو ساتھ تکبیر کے پس تحقیق تم نہیں بلاتے بہرے اور غائب کو تحقیق
تم بلاتے ہو سننے والے دیکھنے والے قریب کو اور وہ ساتھ تمہارے ہے از روے علم کے
انتہی یہ ظاہر دلیل ہے اور اخفاے آمین کے کیونکہ یہ دعا ہے اور سننے والا قریب ہے قال ابن الہمام روی
احمد وابو یعلی والطبرانی والدارقطنی والحاکم فی المستدرک من حدیث شعبۃ عن سلمۃ ابن کہیل
عن حجر ابی العنبس عن علقمۃ ابن وائل عن ابیہ انہ صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فلما بلغ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ قال آمین واخفی بہا صوتہ وفی لفظ الحاکم
خفض بہا صوتہ وقال صحیح الاسناد ولم یخرجاہ رواہ ابو داؤد والترمذی کہا ہے ابن ہمام
نے کہ روایت کی ابو یعلی و طبرانی و دارقطنی اور حاکم نے مستدرک میں شعبہ سے اوسنے سلمہ
بن کہیل سے اوسنے حجر ابن عنبس سے اوسنے علقمہ بن وائل سے اوسنے اپنے باپ سے تحقیق اوسنے
نماز پڑھی ساتھ حضرت کے پس جب پہنچے حضرت غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پر
کہا آمین اور پست کیا ساتھ اس کے آواز کو اور لفظ حاکم میں ہے کہا کہ آہستہ کیا آواز کو ساتھ
اسکے اور کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور نیز روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے اگر خصم
یہاں یہ اعتراض کرے کہ بقول بخاری شعبہ اس میں چار جگہ خطا ہوا ہے اول حجر
ابی العنبس کہا اور وہ حجر ابن عنبس ہے اور کنیت اوس کی ابو سکن ہے
دوم علقمہ بن وائل کو زیادہ کیا اور وہ یہاں نہیں سوم حفض بہا

صوت کہا اور کہنا تہا مد بہا صوتہ چہارم علقمہ نے اپنے باپ سے نہین سنا وہ چہ ماہ بعد مرنے اپنے باپ کے پیدا ہوا تو جواب اسکا یہہ ہے کہ اولاً بخاری کے قول سے یہہ حدیث ضعیف نہین ہوتی کیونکہ اوس نے بلفظ اصح کہا ہے اور لفظ اصح منافی صحت نہین کیونکہ یہہ اسم تفضیل ہے بلکہ شعبہ کی حدیث کو صحت حاصل ہوئی اور حاکم نے بہی اس حدیث کو صحیح لکہا ہے وثانیاً جو بخاری نے کہا ہے کہ ابن العنبس کی کنیت ابو سکن ہے نہ ابو العنبس تو عینی نے اوسکو یہہ جواب دیا ہے کہ ایک شخص کیواسطے دو کنیت کا ہونا محال نہین بلکہ واقع ہے اور تقریب مین ہے کہ شعبۃ ثقۃ حافظ متقن کان الثوری یقول امیر المؤمنین فی الحدیث وکان عابد انتہی پہر جب شعبہ حافظ اور ثقہ ہوا تو زیادت ثقہ کی معتبر ہے چنانچہ اصول حدیث مین مذکور ہے وثالثاً یہہ مصادرہ علی المطلوب ہے کیونکہ بخاری نے کوئی دلیل ذکر نہین کی پس منصف آدمی کسطرح قول بلا دلیل کو سند جانیگا حالانکہ شعبہ بخاری سے اعلا درجہ رکہتا ہے ورابعاً مسلم روایت کی ہے علقمہ سے اور اوس نے اپنے باپ سے تو انقطاع کسطرح ثابت ہوا اور ترمذی نے لکہا ہے علقمۃ ابن وائل عن ابیہ پہر کہا ھذا حدیث حسن غریب صحیح وعلقمۃ بن وائل بن حجر سمع من ابیہ و ھو اکبر من عبد الجبار بن وائل وعبد الجبار بن وائل لم یسمع من ابیہ مولانا صاحب اگر اس سے زیادہ تحقیق سماع علقمہ کا اپنے باپ سے چاہین تو قول جازم مؤلفہ مولوی عبد الحی صاحب مرحوم کو ملاحظہ فرمائین کہ اوس نے بہت تحقیق کرکے سماع علقمہ کو اوس کے باپ سے ثابت کیا ہے اور نیز ایضاً الادلہ مین بہی مرقوم ہے اور خفض کی تائید ابو بکر ابن ابی شیبہ نے بہی کی ہے جو بخاری کا استاد ہے قال حدثنا وکیع قال حدثنا سفیان عن سلمۃ ابن کہیل عن حجر بن عنبس عن وائل ابن حجر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قرأ ولا الضالین فقال آمین وخفض بہا صوتہ کہا ابو بکر ابن ابی شیبہ نے حدیث کہی ہم کو وکیع نے کہا وکیع نے حدیث کہی ہمکو سفیان نے سلمہ ابن کہیل سے اوس نے حجر ابن عنبس سے اوس نے وائل ابن حجر سے کہا سنا مینے حضرت سے جب پڑہتے تہے ولا الضالین پس کہتے تہے آمین اور آہستہ کرتے تہے ساتہہ اوسکی

آواز کو انتہی عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الامام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا آمین رواہ البخاری ومسلم ومالک ومحمد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ تحقیق حضرت نے فرمایا جب کہے امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پس کہو تم آمین وجہ استدلال ہماری اس حدیث کے ساتہہ یہہ ہے کہ جب حضرت نے مقتدیونکو آمین کرنیکو امام کے ولا الضالین کہنے پر معلق فرمایا تو یہہ قوی دلیل ہے اخفائے آمین امام پر کیونکہ تعلیق مذکور مقتضے تعیین مقام تامین ہے ورنہ تقدیر جہر آمین کے تعلیق لغو ہوتی ہے اور قرینہ اسپر یہہ ہے کہ فان الامام یقول آمین نسائی اور دارمی مین موجود ہے کیونکہ امام کا آمین کہنا مقتدیونکو جتلانا دلیل ہے اسپر کہ مقتدیونکو آمین کہنے امام پر علم نہین تہا۔ عن سمرۃ حفظت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکتتان قال سعید فقلنا لقتادۃ ما ھاتان السکتتان قال اذا دخل فی صلوتہ واذا قرأ ولا الضالین رواہ الترمذی وابو داؤد قال القاری والاظہر ان السکتۃ الاولی للثناء والثانیۃ للتامین روایت ہے سمرہ سے کہ یاد کئے مینے حضرت سے دو سکتے کہا سعید نے پس کہا مینے قتادہ کو کیسے ہین وہ دو سکتے کہا سمرہ نے ایک کہ جب داخل ہوتے تہے حضرت اپنی نماز مین اور (دوسرا سکتہ) جب پڑہتے تہے ولا الضالین روایت کیا اسکو ترمذی اور ابو داؤد نے کہا ملا علی قاری نے ظاہر یہ ہے کہ تحقیق سکوت اول واسطے ثنا کے اور دوسرا واسطے تامین کے تہا انتہی اگر آپ آمین جہر فرماتے تو سکوت بعد ولا الضالین کے واقع نہوتا عن ابراھیم النخعی قال اربع یخفیھن الامام التعوذ وبسم اللہ الرحمن الرحیم وسبحانک اللہم وآمین رواہ محمد فی الآثار ورواہ عبد الرزاق ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہا چار چیزین ہین کہ پوشیدہ کرے انکو امام تعوذ وبسم اللہ وسبحانک اللہم اور آمین روایت کیا اسکو امام محمد نے آثار مین اور عبد الرزاق نے اپنی مصنف مین عن ابی وائل قال لم یکن عمر وعلی رضی اللہ عنہما یجہران ببسم اللہ الرحمن الرحیم ولا آمین رواہ الطبرانی ابی وائل سے روایت ہے کہا نہین تہے عمر وعلی رضی اللہ عنہما جہر کرتے ساتہہ بسم اللہ اور آمین کے روایت کیا اسکو طبرانی نے مولوی صاحب جواب الجواب مین لکہتے ہین کہ ہمارا سوال حدیث مرفوع

سے ہی نہ اثر صحابہ سے ابھی جناب یہ قید آپ کے اشتہار مین کس جگہ کہتے ہیں یہہ مناسب امر نہین کہ جب دلیل مجیب اثبات مدعا کو پہونچ جاوے تو اصل سوال کو بدلا دیوین نہین بلکہ تسلیم لازم ہے اور ابو بکر ابن عیاش کی توثیق ہم جواب رفع یدین مین کرینگے اور ابو سعید کی نسبت جو آپنے فرمایا کہ ضعیف ہے سو یہہ جرح غیر مفسر ہے اسکو کچھہ اعتبار نہین اور ہمارے لئے یہی ایک حدیث نہین بلکہ بہت حدیثین اور آیتین اور بہی ہین اگر مولوی صاحب طالب حق ہون اور تعصبانہ خیال کو چھوڑ کر ہمارے دلائل اخفاء آمین کو ملاحظہ فرماوین تو مین امید کرتا ہون کہ مثل امام رازی جو اہل اجتہاد وامام علماء ہین باوجود شافعی ہونے کے اُن دو آیتونکو دیکھکر جو اول مین ذکر ہو چکی ہین رجوع کیا جہر آمین سے طرف خفیہ کے آپ بہی رجوع کرینگے چنانچہ قال الرازی فی تفسیرہ قال ابو حنیفۃ اخفاء التامین افضل وقال الشافعی اعلانہ افضل واحتج ابو حنیفۃ علی صحت قولہ بوجہان احدھما انہ دعاء والثانی انہ من اسماء اللہ تعالی فان کان دعاء وجب اخفائہ لقولہ تعالی ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ وان کان اسما من اسماء اللہ تعالی وجب اخفائہ لقولہ تعالی واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخفیہ فان لم یثبت الوجوب فلا اقل من الندبیۃ ونحن بھذا القول نقول ومثلہ فی النیسابوری کہا امام رازی نے تفسیر اپنی مین کہ کہا امام ابو حنیفہؒ نے اخفاء آمین افضل ہے اور کہا امام شافعیؒ نے جہر بہتر ہے دلیل پکڑی ابو حنیفہؒ نے اوپر تصحیح قول اپنے کے ساتھہ دو وجہون کے اول یہہ کہ آمین دعا ہے دوئم یہہ کہ وہ اسم ہے اسماء حضرت باری تعالے سے پس اگر ہو دعا تو واجب ہوا اخفاء اسکا بموجب حکم اللہ پاک کے ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ اور اگر ہو اسم اسمائے باری تعالے سے تو واجب ہے اخفاء اسکا بموجب قول خداوند تعالے کے واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخفیہ پس اگر ثابت نہو وجوب اُسکا تو کم نہین افضلیت سے (یعنی اخفاء افضل ہے) اور ہم بہی ساتھہ اسی قول کے کہتے ہین انتہی (یعنی اخفاء کو افضل جانتے ہین)

اب اُن احادیث کی تحقیق کیجاتی ہے جنکے ساتھہ خصم استدلال آمین بالجہر میں لاتا ہے ہمکو تو اس امر کی کچھہ ضرورت نہ تہی مگر صرف ناظرین کو اونکی تاویل کرکے جتلاتے ہین کہ عوام غیر مقلدین کا دہوکہ نہ کہاوین۔

آمین بالجہر مین خصم کی مدلول حدیثین یہ ہین

حدیث اول ترمذی مین ہے حدثنا بندار نا یحیی بن سعید الی ان قال ولا الضالین قال آمین ومد بہا صوتہ مولانا صاحب یہہ حدیث ساتہہ چند وجہون کے قابل استدلال نہین (۱) یہہ خلاف ان آیات کے ہے جواہی ہم اس باب مین ذکر کر چکے ہین (۲) یہہ اُن احادیث سے مخالف ہے جو ہم اخفاء آمین مین ذکر کر آئے ہین (۳) اس حدیث مین سفیان راوی مدلس ہے چنانچہ تقریب مین ہے اور عینی و نووی نے لکہا ہے کہ جو مدلس عن کے ساتہہ روایت کرے وہ نامقبول ہے اور یہان سفیان عن کے ساتہہ روایت کرتا ہے (۴) جہر آمین جو حضرتؐ نے کی محمول تعلیم پر ہے اور دلیل اوسکی یہہ ہے کہ کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الرکعتین الاولیین من صلوۃ الظہر بفاتحۃ الکتاب وسورتین یطول فی الاولی ویقصر فی الثانی ویسمع الایۃ احیانا رواہ الستۃ الا الترمذی تہے نبی علیہ السلام کہ پڑہتے تہے پہلی دو رکعتون مین ظہر کے ساتہہ فاتحہ کی سورتین لمبی کرتے تہے اول مین اور قصر کرتے تہے دوسری مین اور سناتے تہے ہمکو آیت بعض وقتون مین (نماز کے اندر) اخفاء قرأت کا خفیہ نماز مین بالاجماع ثابت ہے لیکن تعلیم کیواسطے حضرت نے جہر پڑہی اسیطرح اخفاء آمین سنت ہی لیکن تعلیم کیواسطے جہر کی گئی (۵) اُصول اور فقہ کی کتابون مین تعریف سنت کے بارہ مین یہہ عبارت مذکور ہے کہ سنت وہ ہوتی ہے جسکو حضرتؐ نے ہمیشہ کیا ہو اور ترک کیا ہو ایکدو مرتبہ پس ثابت ہوا کہ اخفاء آمین سنت ہے مگر ایکدو مرتبہ جہر بہی کیا ہوگا (۶) یہہ منسوخ ہے کیونکہ عن ابی ھریرۃ قال ترک الناس التامین وکان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا قال غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال آمین حتے یسمعہا اھل الصف الاول فیرتج بہا المسجد رواہ ابن ماجۃ قال فی نیل الاوطار اخرجہ الدارقطنی وقال اسنادہ حسن والحاکم وقال صحیح علی شرطہما والبیہقی وقال حسن صحیح واشار الیہ الترمذی انتہی ونحوہ فی العینی ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا ترک کیا لوگون نے

آمین کو اور تھے حضرت کہ جب کہتے تھے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تو کہتے تھے آمین تاکہ اہل صف اول اسکو سُن لیتے تھے پس گونجتی تھی مسجد ساتھہ اوسکے روایت کیا اِسکو ابن ماجہ نے اور کہا ہے نیل الاوطار مین کہ خارج کیا اِسکو دار قطنی نے اور کہا اِسکی اسناد حسن ہے اور حاکم نے کہا کہ صحیح ہے اوپر شرط شیخین کے اور بیہقی نے کہا یہہ حدیث حسن اور صحیح ہے اور اشارہ کیا طرف اِسکے ترمذی نے اور مانند اِسکے عینی مین بھی ہے تو اِس حدیث مین جو ترک الناس ہے اِسمین لفظ ناس عام ہے اور اِسپر الف لام استغراقی ہے کیونکہ قرینہ عہد خارجی کا پایا نہین جاتا تو ناس سے مراد اصحاب اور تابعین ہوئے اور اصحابونکا باقی رہنا بعد حضرت کے ۱۹۰ھ تک ثابت ہی اور انتقال ابوہریرہ رضہ کا ۵۹ھ ہجری مین ہوا جیسا کہ عینی وغیرہ نے لکھا ہے تو اِس سے پایا گیا کہ ناس سے مراد اکثر صحابہ ہین اور ترک کرنا آمین بالجہر کو دلیل صریح ہے نسخ کیلئے اگر ابوہریرہ رضہ ناس کے موافق ہی تو بالاتفاق نسخ ثابت ہوئی اگر مخالف ہے تو اکثر اصحاب سے نسخ ثابت ہوئی **دوسری** حدیث ابوداود مین ہے حدثنا محمد ابن کثیر الحدیث **جواب** اِسمین راوی محمد ابن کثیر کثیر الغلط ہے چنانچہ تقریب مین لکھا ہے کہ جو کثیر الغلط ہو اوسکی حدیث مردود ہے چنانچہ نخبہ مین ہے اور دوسرا راوی سفیان ہے اور وہ مدلس ہے جسکا حال حدیث اول مین لکھا گیا ہی اور باقی اُن پانچ وجہون سے جو حدیث اول مین ذکر ہو چکی ہین یہہ حدیث بہی قابل استدلال نہین **تیسری** حدیث بہی ابوداود مین ہے حدثنا مخلد ابن خالد الشعیری الحدیث اور ترمذی مین بہی یہی حدیث مروی ہے مگر اِسطرح کہ حدثنا ابوبکر محمد بن ابان الحدیث **جواب** اِسمین راوی علاء ابن صالح ضعیف اوہام ہی یہ تقریب مین موجود ہی باقی اُن پانچ وجہونسے جو ذکر ہو چکی ہین یہہ حدیث بہی قابل استدلال نہین **چوتہی** حدیث نسائی مین ہے اخبرنا عبد الحمید ابن محمد الحدیث **جواب** اِسمین ابو اسحاق مختلط ہے اور یونس وہمی تقریب اور نووی مین مذکور ہی باقی اُن وجہون مذکورہ سے یہہ بہی قابل استدلال نہین **پانچوین** حدیث ابوداود مین ہے حدثنا نصر ابن علی انا صوان ابن عیسی الحدیث **جواب** اِسمین

بشر ابن رافع راوی ضعیف ہے چنانچہ تقریب مین ذکر ہے باقی اُن پانچ وجہون مذکورہ سے یہ حدیث بہی قابل استدلال نہین **چھٹوین** حدیث نسائی کی ہے کہ اخبرنا محمد ابن عبید اللہ بن الحکم الحدیث **جواب** (۱) اِسمین ابوہلال لین الحدیث ہے جیسا کہ تقریب مین ہے اور لین الحدیث کی حدیث غیر مُخرّجہ ہوتی ہے چنانچہ نخبہ مین ہے (۲) یہہ حدیث موقوف ہے (۳) اِسمین لفظ فقال آمین کی ہی اور یہہ دلالت جہر پر نہین کرتی اِسکی وجہ ہم آگے بیان کرینگے اور باقی اُن پانچ وجہونسے جو ذکر ہو چکی ہین یہہ حدیث بہی قابل استدلال نہین **ساتوین** حدیث ابن ماجہ کی ہے کہ حدثنا عثمان ابن ابی شیبۃ الحدیث **جواب** اِسمین ابن ابی لیلیٰ راوی بہت سیٔ الحفظ ہے چنانچہ تقریب مین ہے اور جو بہت سیٔ الحفظ ہو اوسکی حدیث مردود ہے چنانچہ نخبہ مین ہے دوم راوی حجیۃ ابن عدی مخطی ہے تقریب مین موجود ہے اور باقی اُن پانچ وجہون مذکورہ سے یہہ حدیث بہی قابل استدلال نہین **اٹھوین** حدیث بہی ابن ماجہ کی ہے کہ حدثنا اسحاق ابن منصور انا عبد الصمد بن عبد الوارث الحدیث **جواب** اِسمین ایک راوی حماد ابن سلمہ آخر عمر مین متغیر الحفظ ہو گیا تہا دوم سہل ابن صالح بہی آخر عمر مین متغیر الحفظ ہو گیا تہا اور جو متغیر الحفظ ہو اور اوسکی تمیز نہو سکے کہ یہہ حدیث اُس سے قبل لیگئی ہے یا بعد تو وہ حدیث مردود ہے جیسا کہ نووی مین ہے اور باقی اُن پانچ وجہون مذکورہ سے یہہ حدیث بہی قابل استدلال نہین **نا نوین** حدیث شیخین وغیرہ کی ہے عن ابی ہریرۃ رضہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا قال الامام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا آمین الحدیث وجہ استدلال خصم ساتھہ اِس حدیث کے یہہ ہے کہ جب قول کے ساتھہ خطاب مطلق ہو تو محمول جہر پر ہوتا ہی اور جب اِس سے حدیث یا اِسرار مراد ہو تو ساتھہ اوسکے مقید کیا جاتا ہے تو یہان قول مطلق ہے پس آمین جہر کہنی لازم آئی **جواب** اول تو قول مطلق یعنے اذا قال اور فقولوا جہر کیلئے نہین چنانچہ عینی نے کہا ہے المطلق یتناول الجہر والاخفاء والتخصیص بالجہر والحمل علیہ تحکم فلا یجوز یعنے مطلق شامل ہوتا ہے جہر اور اخفاء کو اور تخصیص اسکی ساتھہ جہر کے اور حمل کرنا اسپر باطل ہے پس یہ جائز نہین انتہے

اور پہلی تائید اِس امر کی یہہ قول اللہ پاک کا کرتا ہے قولہ تعالی یَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ يُخْفُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ مَا لَا يُبْدُونَ لَكَ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَا قُتِلْنَا هَاهُنَا الآیہ یعنی کہتے ہین منافق (اپنے نفسو نمین) نہین ہے ہمارے لئے نصرت وغنیمت سے کوئی چیز کہہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو تحقیق تمام مدد واسطے اللہ کے ہے پوشیدہ کرتے ہین اپنے نفسو نمین اُس چیز کو جو نہین ظاہر کرتے تجہپر (یعنی کفر سے) کہتے ہین (اپنے نفسو نمین) اگر ہوتی ہمارے لئے کچھہ چیز مددگاری سے تو نہ قتل کئے جاتے ہم اسجگہ دوم تائید قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ کہتے ہین منافق آیا ایمان لاوین ہم جسطرح کہ ایمان لائے بیوقوف انتہے اِن ہر دو آیتون مین قول مطلق واقع ہوا ہے اور مراد اِن سے خفیہ ہے اگر خصم قرینہ خارجیہ وضع لفظ اِن ہر دو آیت سے ثابت کرے تو ہم بہی مانند اُسکے فقولوا مین ثابت کر دینگے تیسری تائید عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال یستجاب لاحدکم ما لم یعجل یقول دعوت فلم یستجب لی رواہ الستۃ الا النسائی وفی روایۃ لمسلم قیل یا رسول اللہ ما الاستعجال قال یقول قد دعوت وقد دعوت فلم ار یستجب لی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے فرمایا دعا قبول کیجاتی ہے اوسکی جو جلدی نہ کرے (جلدی یہہ ہے کہ) کہے دعا کی مینے بہت دفعہ پس قبول نہوئی روایت کیا اِسکو صحاح ستہ نے مگر نسائی نے اور ایک روایت مسلم مین ہے کہ کہا گیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جلدی کیا ہے فرمایا کہے تحقیق دعا کی مینے تحقیق دعا کی مینے پس قبول نہ کیگئی واسطے میرے پس یہہ قول یقول کا مطلق ہے اور تینون قسمونکو شامل اوّل وسوسہ دوم اِسرار سوم جہر نہ خاص جہر کو اگر مولوی صاحب یقول کو جہر پر انحصار کرین تو یہہ انحصار باطل ہوگا اور آپ پر اِس انحصار کا اثبات لازم آویگا چوتہی تائید قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم اذا قعد احدکم فی الصلوۃ فلیقل التحیات للہ والصلوۃ الحدیث رواہ الستۃ واللفظ لمسلم فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب بیٹہے ایک تم مین سے نماز مین پس کہے التحیات للہ والصلوۃ روایت کیا اِسکو صحاح ستہ نے انتہے تو فلیقل اِس حدیث مین قولِ

مطلق واقع ہوا ہے اور حالانکہ تشہد بالاجماع خفیہ ہے جیساکہ روایت کیا ہے ترمذی نے ابن مسعودؓ سے کہ من السنۃ ان یخفی التشہد وعلیہ عمل اہل العلم یعنے سنت مین سے ہے خفیہ کرنا تشہد کا اور اِسی پر عمل ہے اہل علمونکا اگر قولِ مطلق سی جہر مراد ہو بخیال آپ کے تو تشہد کا بہی جہر کرنا لازم آویگا اور جو جواب کہ ہم نے اِسکے دئے ہین ایسی نظرین قرآن واحادیث مین بہت مذکور ہین اور اِس پر قرینہ بہی دال ہے کہ فقولوا سے جہر مراد نہین اِسواسطے کہ دارمی اور نسائی نے یہہ لفظ لکہی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فان الامام یقول آمین اگر امام بہی آمین جہر کہتا تو اخبار حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بلا فائدہ ہوتا کیونکہ خود امام کے آمین جہر کرنے سے معلوم ہو جاتا کہ امام بہی آمین کہتا ہے اور باقی اُن پانچ وجہونسے جو ذکر ہو چکی ہین حدیث اول مین یہہ حدیث بہی جو نانوین ہی آپ کے لئے دلیل قوی نہین ہوسکتی۔

(سوال دوم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا رفع یدین بوقت رکوع مین جانے اور رکوع سے سر اوٹہانے کی نہ کرنا)

سوال دوم کے جواب مین اول ہم اُس حدیث کو لکہتے ہین کہ جسکے ساتہہ خصم دلیل لاتا ہے اور اوسکا منسوخ ہونا ثابت کر کے بعد مین وجوہات ترجیح کو کہ جن سے عدم رفع یدین کی حدیثین راجح اور رفع یدین کی مرجوح ہوتی ہین بیان کرینگے۔ عن ابن عمرؓ قال کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا قام الی الصلوۃ رفع یدیہ حتی یکونا حذو منکبیہ ثم کبر فاذا اراد ان یرکع فعل مثل ذلک واذا رفع من الرکوع فعل مثل ذلک ولا یفعل حین یرفع رأسہ من السجود رواہ الستۃ جواب اول تو یہہ اور مثل اِسکی جو حدیثین ہین چند وجہونسے دلیل واسطے رفع یدین سوائے تکبیر اولی کے ہو نہین سکتین الوجہ الاوّل یہ حدیثین منسوخ ہین کیونکہ راوی اِنکا ابن عمرؓ ہے اور اوس نے خود رفع یدین کو بعد انتقال حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ترک کر دیا اگر اوسکے نزدیک منسوخ ہو نہین تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو کب ترک کرتا کیونکہ صحابہ کا یہ قاعدہ یا عادت نہی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو قصداً ترک کرتے بلا نسخ یا دلیل قوی کے تو جب ابن عمرؓ نے

اُنکو ترک کیا تو پایا اوسکو اُنکا ناسخ ملا یا اُس روایت کو ضعیف پایا چنانچہ عن ابی بکر ابن عیاش
عن حصین عن مجاهد قال ما رأیت ابن عمرؓ یرفع یدیه الا فی اول ما یفتتح به الصلوة وهذا
سند صحیح ذکره فی سادة المتقین عن ابی بکر ابن ابی شیبہؒ والطحاوی ومحمدؒ فی الموطا روایت ہے
ابو بکر ابن عیاشؒ سے کہ کہا مجاہدؒ نے کہ نہین دیکہا مینے ابن عمرؓ کو کہ رفع یدین کرتا ہو کسی وقت مگر تکبیر اولی مین
اور یہ سند صحیح ہے ذکر کیا اِسکو سادة المتقین نے ابی بکر ابن ابی شیبہؒ سے اور طحاوی اور امام محمدؒ نے
موطا مین انتہی اور اِس روایت کو عینی اور فتح القدیر وغیرہ نے صحیح کہا ہے **مولوی صاحب** فرماتے ہین
کہ ابو بکر ابن عیاش ضعیف ہے کیونکہ آخر عمر مین مختلط ہو گیا تہا **جواب** مولانا ذرا تعصبانہ خیالات کو
چہوڑ کر خیال فرمائیگا کہ یہ حدیث تو اختلاط سے پہلے لیگئی ہے اور نووی نے کہا ہے کہ ابو بکر بن عیاش کی بزرگی
پر اجماع ہے اور یہہ ابو بکر بخاری و مسلم کا شیخ ہے آپنے اِسپر بہی ازروئے تعصب کے اعتراض کر دیا اور تقریب
مین کہا ہے کہ یہ ثقہ اور عابد ہے لیکن آخر عمر مین سوئے حفظ ہو گیا تہا اور قرینہ اِسپر یہ ہے کہ محدثین وغیرہ نے
اِسکی تصحیح بہی کی ہے اور اگر مانا جاوے کہ بعد اختلاط کے یہ حدیث مروی ہے تو پہر تعدد طرق سے حسن لغیرہ
ہو جاویگی پہر بہی قابل حجت پائی گئی چنانچہ شرح نخبہ مین کہا ہے کہ جو راوی مختلط ہو اور تمیز اُسمین
نہو تو حدیث اُسکی موقوف ہے عمل مین جب دوسری روایت سے تائید اوسکی ہو گئی تو حسن لغیرہ ہو جاویگی
اگر کہین کہ طاوسؒ وغیرہ ثقات نے ابن عمرؓ سے رفع یدین کو نقل کیا ہے بعد انتقال حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
پس یہہ روایت ابو بکر ابن عیاش کی شاذ ہوئی **جواب** اِسکا یہ ہی کہ روایت طاوس وغیرہ کی محمول ہے
اوپر تقدیم نسخ[۱] کے اور عکس اِسکا متصور نہین ہو سکتا کیونکہ خود ابن عمرؓ راوی حدیث رفع یدین کا ہی اور
عدم رفع یدین کو ابن عمرؓ سے بیہقی نے مانند ابو بکر ابن عیاش کے نقل کر کے کہا ہی کہ عطیہ اور سوار سیئ الحال
ہین تو جواب اِسکا حاشیہ مسند ابی حنیفہؓ مین اِسطرح پر ہے کہ توثیق انکی راجح ہی اگر ضعیف مانا جاوے تو تعدد سے
رفع ہو گیا دوسری حدیث بخاری و مسلم مین مجاہد سے روایت ہی کہ رفاقت کی مینے ساتہ ابن عمرؓ کے مدینہ تک
انتہے اور عینی مین ہے کہ ظاہر یہہ ہے کہ ابتدا صحبت کی مکہ سے تہی جیسا کہ عن مجاهد قال صحبت عبد الله

[۱] یعنی اس وقت ابن عمرؓ کو اس حدیث رفع یدین کا ناسخ معلوم نہین ہوا تہا ۱۲

بن عمر من مكة الى المدينة رواه محمد فی الموطا مجاہد سے روایت ہی کہا صحبت کی مینے عبد اللہ بن عمر کی
مکہ سے مدینہ تک انتہی تو تخمیناً دس نمازون مین مجاہد نے ابن عمر کو رفع یدین کرتے نہین دیکہا تو یہ دلیل ظاہر
نسخ کی ہی تیسری حدیث عن ابراهیم عن عبد اللہؓ انه کان یرفع یدیه فی اول ما یفتتح ثم لا یرفعهما
وهذا سند صحیح ابراہیمؒ عبد اللہؓ سے روایت کرتا ہی کہ ابن عمرؓ رفع یدین نہین کرتے تہے مگر وقت شروع
نماز کے پہر نہ اوٹہاتے تہے ہاتہونکو اور یہ حدیث صحیح ہے روایت کیا اِسکو ابی شیبہؒ نے **مولوی صاحب**
نے فرحة الاخیار مین لکہا ہے کہ کان جب فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے تو فائدہ استمرار کا دیتا ہے تو مولوی
جی بموجب آپکے قول کے ثابت ہوا کہ ابن عمرؓ نے عدم رفع یدین پر استمرار کیا کیونکہ اِس حدیث مین کان فعل
مضارع پر داخل ہوا ہے اور فائدہ استمرار کا دیتا ہے پس اِس سے یہان یہ ثابت ہوا کہ ابن عمرؓ نے حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کی فعل مبارک کو علی الدوام بلا نسخ یا دلیل کے چہوڑ دیا نہین بلکہ اُنکو نسخ یا قوی دلیل ملی ہو گی
جو رفع یدین کو ترک کر دیا **الوجه الثانی** منسوخیت رفع یدین کی یہہ ہے کہ حضرت علیؓ سے باوجود حدیث
رفع یدین سنن مین مروی ہونے کے بعد انتقال حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اُنہون رفع یدین نہین کیا چنانچہ
روایت کیا اِسکو طحاوی نے کہ تحقیق حضرت علیؓ نے فقط تکبیر اولی مین ہاتہ اوٹہائے تہے اور اِسکو صحیح بہی
کہا ہی **الوجه الثالث** یہ کہ عینی شرح بخاری مین لکہا ہے کہ انه کان فی بدء الاسلام ثم نسخ
یعنے رفع یدین ابتدائے اسلام مین تہا پہر منسوخ ہو گیا اور ابن زبیرؓ سے روایت ہے کہ اُسنے دیکہا ایک
شخص کو جو رفع یدین کرتا تہا نماز مین وقت رکوع کرنے اور پہر اوٹہانیکے پس کہا ابن زبیرؓ نے نہ کر یہہ فعل
کیونکہ یہہ ابتدا مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیا تہا پہر ترک کر دیا ابن جوزی رحہ نے اِس حدیث پر اعتراض
کیا ہی کہ سند اِسکی معلوم نہین عینی نے کہا ہی جواب مین کہ اِسکی سند اُنہکو (یعنے ابن جوزی کو) نہ معلوم
ہونے سے یہہ لازم نہین آتا کہ ہمارے اصحاب کو نہ معلوم ہو کیونکہ ہمارے اصحاب ثقات ہین نہین استدلال کرتے
مگر ساتہ اوس حدیث کے جو صحیح ہو ساتہ سند کے اور یہ دعوے ابن جوزی کا بلا دلیل ہے اگر تسلیم کیا جاوے کہ یہ حدیث
بلا سند ہی تو پہر بہی نزدیک امام ابو حنیفہؒ کے و امام مالکؒ اور امام احمدؒ اور اکثر فقہاؤن رحمة اللہ علیہم کے

مرسل ہوئی اور حدیث مرسل حجت ہی چنانچہ نووی مین موجود ہے اور نووی نے تعریف مرسل کی یہہ
کی ہی کہ اکثر نزدیک فقہا اور اصحاب اصول و حافظ ابی بکر بغدادی اور ایک جماعت محدثینونکی وہ ہے
کہ سند اُسکی مین انقطاع کسی وجہ سے ہو بعوض اگرچہ بعد قرون ثلاثہ کی ہو انقطاع اوسکی **الوجہ الرابع**
منسوخیت کی چوتھی وجہ یہہ ہے کہ نووی نے لکھا ہے شرح مسلم مین کہ عادت مسلم اور ائمہ حدیث
کی یہہ ہے کہ حدیث منسوخ کو اول ذکر کر کے بعد اوسکے ناسخ کو نقل کرتے ہین اس قاعدہ سے معلوم ہوا کہ
رفع یدین منسوخ ہے نزدیک ترمذی اور ابوداؤد کے کیونکہ اُنہون نے رفع یدین کی حدیثون کو اول نقل
کر کے بعد مین عدم رفع یدین کو نقل کیا جیسا کہ ہمنے **الوجہ الخامس** پانچوین وجہ نسخ کی یہہ
جو بخاری و مسلم مین لکھا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سجدہ مین جاتے اور سجدہ سے سر اوٹھانے کیوقت
رفع یدین بجاتے تھے اور ترمذی مین لکھا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم حالت قعود مین رفع یدین نہین کرتے
تھے وکان یرفع یدیہ فی صلوتہ وھو قاعدا اور کہا ہے ترمذی نے یہہ حدیث حسن ہی انتہیٰ اور بخاری نے
کہ جو فعل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا آخر عمر مین ہوا ہو اُسپر عمل کیا جاتا ہے اور اول غیر معمول ہوتا ہے
اور آخر عمر مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو نماز حالت بیماری مین قعود کے ساتھ پڑہی ہے اوسمین رفع
یدین نہین کیا جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہین کہ صحت مین بھی حالت قعود مین رفع یدین نہین کرتے تھے تو اس سے
ثابت ہوا کہ رفع یدین منسوخ ہے مولوی جی اثبات رفع یدین کا حالت قعود مین خواہ صحت ہو یا بیماری
بذمہ جناب ہے **الوجہ السادس** چہٹوین وجہ یہہ ہے کہ تیسری رکعت کے اوٹھنے مین رفع یدین احادیث
صحیحہ سے ثابت ہے اور آپکا عمل اُسپر نہین تو جو جواب آپکا اُن احادیثون کے بارے مین ہوگا وہی جواب ہمارا بھی
بوقت جانے رکوع کی اور اوٹھانے سر کے رکوع سے ہے اور وہ حدیثین یہہ ہین عن ابن عمرؓ واذا قام من
الرکعتین رفع یدیہ ویرفع ذلک الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم ابن عمرؓ سے روایت ہی کہ جسوقت
کھڑے ہوتے تھے دو رکعتون کے بعد طرف تیسری کے تو اوٹھاتے تھے ہاتہہ اور کہتے تھے کہ یہہ فعل حضرت کا ہے
وقال ابو داؤد الصحیح قول ابن عمرؓ لیس بمرفوع اور کہا ابو داؤد نے کہ صحیح یہہ ہے کہ جو قول ابن عمرؓ کا ہے

مرفوع نہین اور ترجیح دی ہے دار قطنی نے کہ قول ابن عمرؓ کا مرفوع ہے اور یہی صواب ہے عن
ابی حمید الساعدی فی عشرۃ من اصحاب النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم اذا قام من الرکعتین
کبر و رفع یدیہ حتی یحاذی بھما منکبیہ کما
کبر عند افتتاح الصلوۃ رواہ ابو داؤد والترمذی وابن حبان وغیرھم وقال الخطابی ھو
حدیث صحیح روایت ہے ابی حمید ساعدی سے کہ تہا ساتہہ اور دس صحابہ کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی نماز کی صفت بیان کرنے مین کہا جب کھڑے ہوتے تہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بعد دو رکعتون کے تو تکبیر
کہتے اور ہاتہہ اوٹھاتے تہے جیسا کہ تکبیر اولیٰ مین ہاتہہ اوٹھاتے تہے اور خطابی نے کہا یہہ حدیث صحیح ہے۔
اب ہم ذکر کرتے ہین وجوہات ترجیح کو کہ جن سے عدم رفع یدین کی حدیثین راجح اور رفع یدین کی مرجوح ہوتی ہین
ترجیح اول روایت ہی سفیانؒ ابن عیینہؒ سے کہا ملے ابو حنیفہؒ اور امام اوزاعیؒ مکہ مین پس کہا اوزاعیؒ
نے ابی حنیفہؒ سے کیا حال ہے کہ نہین اوٹھاتے تم ہاتہونکو نماز مین بحالت رکوع جانے اور سر اوٹھانے کے
اوس سے کہا ابو حنیفہؒ نے اُسکو کہ اسواسطے جو نہین صحیح ہوئی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اسمین کوئی
خبر (لغیر معارضہ کے) کہا اوزاعیؒ نے کیونکر صحیح نہین ہوئی حدیث کہی ہے ہمکو زہریؒ نے سالمؒ سے
اوس نے اپنے باپ سے اوس نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ تہے حضرتؐ جو رفع یدین کرتے تہے تکبیر اولیٰ مین
اور رکوع مے کے جاتے اور سر کے اوٹھانے مین اوس سے پس کہا اوسکو ابو حنیفہؒ نے کہ حدیث کہی ہے ہمکو حمادؒ نے ابراہیمؒ سے
اوس نے علقمہؒ اور اسودؒ سے اُنہون نے ابن مسعودؓ سے کہ تحقیق حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہین اوٹھاتے تہے ہاتہون کو
مگر شروع نماز کے وقت اور نہ اعادہ کرتے تہے سوا اسکے پس کہا اوزاعیؒ نے کہ خبر دی مجہے ہمکو زہریؒ سے
اور اوس نے سالمؒ سے اور اوس نے اپنے باپ سے اور آپ کہتے ہین کہ خبر دی ہمکو حمادؒ نے ابراہیمؒ سے اور اُس نے
علقمہؒ اور اسودؒ سے اُنہون نے ابن مسعودؓ سے (تو تیسری حدیث کے راوی تین ہین اور آپ کے چار) پہر کہا اوس سے
ابو حنیفہؒ نے کہ حماد بہت فقیہ تہا زہریؒ سے اور ابراہیم بہت فقیہ تہا سالمؒ سے اور علقمہؒ کم نہین ابن
عمرؓ سے فقہ مین اگرچہ واسطے ابن عمرؓ کے فضیلت صحبت ہے اور اسود کی فضیلت بہت ہے اور عبد اللہ تو عبد اللہ

(یعنے ابن مسعودؓ) ہی پس ساکت ہوئے اوزاعی یہہ روایت مسند امام صاحب مین ہے اور امام صاحب نے ترجیح حدیث عدم رفع یدین کو اسواسطے دی کہ اوسکے راوی فقیہہ تہے اور امام صاحب کے اس قول ترجیح کو یہہ آیت مؤید ہے وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ اور اگر رد کرتے اس امر کو طرف رسول کے اور طرف اولی الامرون کے البتہ جانتے اسکو وہ جو استنباط کر سکتے ہین اون مین سے یہہ آیت صریح دال ہے اسپر کہ فقیہون کا اعلے درجہ ہی **ترجیح دوم** یہہ ہے کہ ابن مسعودؓ کہ جس سے عدم رفع یدین ثابت ہی اوسکے حق مین ابو درداؓ سے روایت ہے بخاری مین کہا کہ وہ صاحب نعلین و افتابہ و تکیہ کا تہا اوسکے تحت مین عینی وغیرہ شراح لکہتے ہین کہ ابن مسعودؓ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمتمین ہمیشہ رہتی تہی اور عینے نے لکہا ہے کہ وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمت مبارک مین چوبیس ۲۴ برس رہا ہی (ف) اور جو حدیث کہ رفع یدین کی ہے سو ابن عمرؓ و ابن عباسؓ سے مروی ہے اور یہ صاحبان اتنا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمت شریف مین نہین رہے جسقدر ابن مسعود تو ابن مسعودؓ کی حدیث پر عمل کرنا بہتر ہوگا کیونکہ اُنسے رفع یدین کی حدیث کسی نے بہی روایت نہین کی اور نیز موائید ہے حدیث رفع یدین کو قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ابن مسعودؓ کے حق مین ہے اذا حدثکم ابن مسعودؓ فصدقوه رواه الترمذی یعنے جب حدیث بیان کرے تم کو ابن مسعودؓ تو سچ کر مانو اُسکو روایت کیا اس کو ترمذی نے اگر مولوی جی حدیث عدم رفع یدین کو سچا نہ جانے تو خلاف امر نبی علیہ السلام لازم آویگا **ترجیح سوم** بخاری مین ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پیچھے وہ کہڑے ہون جو عاقل و بالغ و مہاجرین مین سے ہون تو عبد اللہ بن مسعودؓ مدام آپ کے پیچھے صف اول مین کہڑے ہونے والون سے تہے اور ابن عمر و ابن عباس پچہلی صف مین تو جو حال حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ابن مسعودؓ کو معلوم تہا اون کو کہان اور موطا وغیرہ مین ہے کہ ابراہیم نخعی سے کسی نے کہا کہ وائل ابن حجر سے روایت ہی کہ مینے دیکہا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ رفع یدین کرتے تہے ابراہیم نخعی نے کہا وائل نے کہین ایکدم مرتبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑہی ہوگی کہتا ہے کہ مینے دیکہا ہے اور ابن مسعودؓ کہ جسکی نماز و نکا شمار نہین

وہ کہتا ہی کہ مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے نہین دیکہا تو وائل نے کسطرح دیکہہ لیا **ترجیح چہارم** یہہ کہ جو حدیث عدم رفع یدین کی ہے وہ قولی ہے اور رفع یدین کی فعلی اور نووی مین لکہا ہے کہ جب تعارض ہو درمیان قول و فعل کے تو ترجیح قول کو ہوتی ہے اور یہی صحیح ہی اور اسیطرح عینے مین بہی ہے اور تلویح مین لکہا ہے کہ اسپر اجماع ہی کہ قول حجت ہوتا ہے اور حدیث قولی یہہ ہے جو مسلم نے روایت کی ہی عن جابر ابن سمرةؓ قال خرج علینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ما لی اراکم رافعی ایدیکم کانها اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوة جابر ابن سمرةؓ سے روایت ہے کہا نکلے ہمارے اوپر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کیا ہی میرے لیے کہ دیکہتا ہون تمکو اوٹہانے والے ہاتہونکے گویا کہ (یہہ ہاتہہ) دم ہین گہوڑون بیقرار و نکے آرام سے رہو نماز مین انتہی بخاری اور نووی نے اسکو حمل کیا ہے اوپر اشارہ کرنیکے وقت سلام کے چنانچہ کہتے ہین جابر ابن سمرہ کہ کنا اذا صلینا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقلنا السلام علیکم و رحمة اللہ واشاره بیده الی الجانبین فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علام تومئون بایدیکم کانها اذناب خیل شمس انما یکفی احدکم ان یضع یده علی فخذه ثم یسلم علی اخیه من علی یمینه ویساره وفی روایة کنا اذا سلمنا قلنا بایدینا السلام علیکم فنظر الینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال ما شانکم تشیرون بایدیکم کانها اذناب خیل شمس اذا سلم احدکم فلیلتفت الی صاحبه ولا یومی بیده رواه مسلم یعنے تہی ہم جب پڑہتے تہے ساتہہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پس کہتے تہے السلام علیکم و رحمة اللہ اور اشارہ کیا کرتے تہے ساتہہ اپنے ہاتہون کے دونون طرف پس فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کسلیئے اشارہ کرتے ہو ہاتہو نسے گویا کہ (ہاتہہ تمہارے) دم ہین گہوڑون بیقرارون کے جب سلام پہیرے ایک تمہارا پس دیکہے طرف صاحب اپنے کے اور اشارہ نکرے ساتہہ ہاتہہ اپنے کے روایت کیا اسکو مسلم نے تو جواب زیلعی و عینی و علی قاری اور صاحب بحر وغیرہ نے اسطرح دیا ہے (۱) کہ درمیان ان ہر دو حدیثون کے تباین ہے کیونکہ ان کے الفاظ متباین ہین اسواسطے کہ حدیث اول مین لفظ خرج علینا اور ما لی اراکم رافعی

ایدیکم اور اسکنوا فی الصلوۃ ہی اور حدیث ثانی مین کنا اذا صلینا مع رسول اللہ اور وما شانکم تشیرون بایدیکم اور واشارہ بیدہ الی الجانبین اور وکنا اذا سلمنا اور ولا یومی بیدہ وارد ہے (۲) یہہ کہ عبرت واسطے عموم لفظ کی ہوتی ہے نہ واسطے خصوص سبب کے تو یہان عموم لفظ اسکنوا ہی (۳) یہ کہ اسکنوا فی الصلوۃ وقت سلام مین نہین کہا جاتا کیونکہ اسوقت انسان نماز سے خارج ہوتا ہے پس اسکے لئے اسکنوا فی الصلوۃ کہنا بے محل ہے یہ ضرور نماز مین کہا گیا ہے پس معلوم ہوا کہ حدیث اسکنوا فی الصلوۃ عدم رفع یدین کے بارہ مین ہی اور حدیث یومی بیدہ محمول اوپر اشارہ کے وقت سلام مین ہے ساتھہ صریح دلیل اس حدیث کے اذا قلت ھذا او فعلت ھذا فقد تمت صلوتک رواہ ابو داؤد وغیرہ یعنی اسوقت کہ جب کہا تونے یہ (التحیات الی عبدہ ورسولہ) یا کیا تونے یہ (یعنے بیٹہا قدر تشہد کے) پس تحقیق تمام ہوی نماز تیری (۴) یہہ کہ اگر تسلیم کیا جاوے کہ یہہ دو احادیث متحد ہین تو لازم آویگا یہہ کہ اصحابون نے حضرتؐ کے اول امر پر عمل نہ کیا جس سے دوبارہ حضرتؐ کو منع کرنیکی ضرورت ہوی اور یہہ امر محال ہے (۵) یہ کہ مطول ومختصر معانی وتلویح اور توضیح مین لکھا ہے کہ تاسیس راجح ہوتی ہے تاکید پر اور یہی مختار ہی یعنی اگر ثانی کو اول پر محمول کیا جاوے تو تاکید ہوتی ہے اور اگر نہ کیا جاوے تو تاسیس چنانچہ تلخیص مین ہے کہ التاسیس راجح علے التاکید (۶) اگر اسکنوا فی الصلوۃ کو اشارہ پر وقت سلام کے حمل کیا جاوے تو حدیث کا مفہوم مطلقاً فوت ہو جاتا ہے کیونکہ بعد سلام اول کے نمازی بالاجماع نماز سے خارج ہو جاتا ہے پس اسکنوا فی الصلوۃ کیونکر صادق آیا (۷) اگر حدیث ثانی اول پر محمول ہو تو تخطیہ علماؤن ثقات کا لازم آویگا کیونکہ بعضون نے خرج علینا اور اسکنوا فی الصلوۃ کہا اور بعضون نے صلینا مع رسول اللہ اور یومی بیدہ یا نقل بالمعنی لازم آویگی اور یہہ مختلف فیہ ہے اور عدم افضلیت بالاجماع ہے (۸) یہ کہ اگر ثانی کو اول پر محمول کیا جاوے تو عام اور خاص ومقید ومطلق ونفی اور اثبات ہونا الفاظ کا باطل ہو جاویگا کیونکہ نفی اثبات ہو سکتی ہے اور اثبات نفی کا احتمال رکہتی ہے دوسری حدیث قولی یہہ ہے

عن ابن عباسؓ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوۃ رواہ البخاری فی جزءہ والبزار والطبرانی وابن ابی شیبۃ والبیہقی مرفوعاً وموقوفاً ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوٹہائے جاوین ہاتہہ مگر سات مقامون مین اول شروع نماز مین دوم استقبال کعبہ مین اور صفا اور مروہ مین ستے اور پہر دو مقام مزدلفہ مین اور نزدیک ہر دو جمرونکے تو اس حدیث مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین کو شروع نماز مین فرمایا فقط باقی تحقیق اسکی رفع یدین کے جواب ونزد مین کی جاویگی۔

تحقیق روایت احادیث رفع یدین

اول حدیث ابن عمر مین یونس راوی ہی کہا ہے تقریب مین کہ وہ بہت خطا ہوتا تہا تو اسکی خطا کی نقصان سے یہہ حدیث قابل احتجاج نہ رہی تو خود مولوی صاحب تسلیم کر چکے ہین کہ کان جب فعل مضارع پر داخل ہو تو مفید استمرار ہوتا ہے اور عبارت تقریب مین کان مضارع پر داخل ہوا ہے کان یخطی کثیراً تو معلوم ہوا کہ ہمیشہ خطا ہوتا رہا ہے مولوی صاحب خود کردہ را علاج نیست اور اسکی دوسری سند مین ابی قلابہ راوی ہی تہذیب مین ہے کہ کان ناصبیا تیسری سند مین عبید اللہ ہے تقریب مین ہے کہ وہ شیعہ تہا اور ایسا ہی تہذیب مین بہی ہے اور چوتہی سند مین شعیب بن اسحاق ہی تہذیب مین لکہا ہے کہ وہ مرجیہ تہا اور تقریب مین ہے کہ ثقہ ومرجیہ تہا بخاری کے راویونکا تو یہہ حال ہے اب مسلم کے راویونکا حال سنئے اول سند مین عبد الرزاق ہے تقریب مین لکہا ہے کہ ثقہ اور حافظ ہے آخر عمر مین اندہا ہو گیا تہا اور اسکی حفظ مین بہی تغیر آگیا تہا اور شیعہ تہا اور تہذیب مین لکہا ہے کہ وہ شیعہ تہا اور مذہب اپنے کو پوشیدہ رکہتا تہا اور باقی روات مسلم کے اسباب مین ابو یونس وابو قلابہ وغیرہما ہین جن کا حال ذکر ہو چکا ہے مگر نصر ابن عاصم عن مالک ابن حویرث تقریب مین ہے کہ ثقہ ہے مگر منسوب کیا گیا ہی طرف خوارج کی اور تقریب مین لکہا ہی کہ نہین صحیح ہوا ہے اسکا خارجیون سے بلکہ ترک کیا ہے اسکو بعض علماؤن نے کیونکہ خارجی تہا اور دوسرا ہشام ابن ضہاد ہے تقریب مین لکہا ہو کہ لا یفہم روایتہ

اور حدیث ابن ماجہ و ترمذی میں ابو عمر راوی ہے اور یہ ضعیف ہے اور ترمذی کی روایت میں
عبد الرحمن ابن ابی ضیاد راوی ہے ابن حجر نے کہا کہ تغیر ہو گیا تہا حفظ اُسکا جب بغداد میں گیا
تہا اور نسائی نے ضعیف کیا ہے اُسکو اور طحاوی نے کہا کہ حدیث اُسکی میں خطا ہے اور اگر آپ
ابی حمید ساعدی کی حدیث کے ساتہہ تمسک لاویں تو جواب اُسکا یہہ ہے کہ ابوداؤد نے اِس
حدیث کو باسناد کثیرہ نقل کیا ہے ایک سند احمد حنبل سے اُسمین رفع یدین کا ذکر بوقت رکوع کرنیکے
نہیں ہے اور باقی اسنادو نمین عبد الحمید بن جعفر راوی ہے اور یہ ضعیف ہے اور طحاوی نے کہا ہے
حمید بن جعفر نے وہم کیا ہے اِس روایت میں اور جس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اُس میں
اسمٰعیل بن عیاش راوی ہے نسائی نے اُسکو ضعیف کیا ہے اور ابن حبان نے کہا ہے کہ وہ کثیر
الخطا ہے اور جو روایت ابوداؤد و نسائی نے کی ہے رفع یدین میں اُسمین اسحاق بن راہویہ و ابن
ماجہ میں جو حدیث حضرت علیؓ سے مروی ہے اُسمین عبد اللہ بن ضیاد متروک ہے اور متہم بالکذب اور
دوم یہہ حدیث ساتہہ روایت عدم رفع یدین کے جو حضرت علیؓ سے مروی ہے اور ہم لکہتے ہیں معارض ہے
ساتہہ اِسکے اور سند اُسکی صحیح ہے شرط مسلم پر اور وہ یہہ ہے عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ کان یرفع
یدیہ فی تکبیرۃ الاولیٰ من الصلوٰۃ ثم لا یرفع فی شئ منہا رواہ ابوبکر النہشلی روایت ہے حضرت
علی کرم اللہ وجہہ سے تحقیق تہے وہ جو اوٹہاتے تہے اپنے ہاتہوں کو وقت تکبیر اولیٰ کے نماز میں پہر نہ اوٹہاتے تہے کسی
جگہ انتہیٰ عن ابراھیم عن الاسود قال صلیت مع عمرؓ فلم یرفع یدیہ فی شئ من صلوٰتہ
الاحین افتتح الصلوٰۃ ورایت الشعبی وابراھیم وابا اسحاق لا یرفعون ایدیہم الاحین
یفتتحون الصلوٰۃ وھذا السند صحیح علی شرط مسلم ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں روایت
کیا ہے ساتہہ سند اپنی کے ابراہیم سے اور اوس نے اسود سے کہا پڑہی میںنے نماز ساتہہ حضرت عمرؓ کے پس نہ اوٹہائے
اونہوں نے اپنے ہاتہہ کسی جگہ نماز میں مگر وقت شروع کے راوی کہتا ہے اور دیکہا میںنے شعبی و ابراہیم و ابا اسحاق
کو کہ نہیں اوٹہاتے تہے اپنے ہاتہونکو نماز میں مگر وقت شروع کرنے نماز کے اور یہہ حدیث صحیح ہے اوپر شرط مسلم کے

ذکرہ فی سعادۃ المتقین قال الترمذی قال عبد اللہ بن مسعود الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فلم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ قال وفی الباب عن البراء ابن عازب قال
ابو عیسیٰ حدیث ابن مسعود حدیث حسن وبہ یقول غیر واحد من اہل العلم من اصحاب النبی
صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین وھو قول سفیان واھل الکوفۃ ورواہ ایضاً ابوداؤد والنسائی
والطحاوی کہا ترمذی نے کہا عبد اللہ بن مسعود نے آیا نہ پڑہاؤں ساتہہ تمہارے نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی (یعنی مانند)
پس پڑہی اور نہ اوٹہائے ہاتہہ اپنے مگر شروع نماز میں کہا ہے (ترمذی نے باب عدم رفع یدین میں) براء ابن عازب سے
(مانند ابن مسعود کی روایت کے) کہا ابو عیسیٰ نے کہ حدیث ابن مسعود کی حسن ہے اور ساتہہ اِسکے عمل کیا ہے
بہت اہل علموں نے حضرت کے اصحابوں اور تابعینوں میں سے اور یہی قول ہے سفیان اور اہل کوفہ کا اور صاحب
ترمذی نے جو اِسکو حسن کہا ہے تو معلوم ہوا کہ اِس حدیث کے اسناد بہت ہیں کیونکہ خود صاحب ترمذی نے علل میں
لکہا ہے کہ جس حدیث کی اسنادیں بہت ہوں وہ میرے نزدیک حسن ہوتی ہے انتہیٰ یہ حسن کہنا تو اصطلاح
ترمذی کی ہے بلکہ فی الواقع یہہ حدیث صحیح ہے چنانچہ نخبہ میں ہے کہ وبکثرۃ طرقہ یصحح اگر خصم یہ جگہ
یہ اعتراض کریگا کہ ابن مبارک کہتا ہے کہ میرے نزدیک یہہ حدیث ثابت نہیں تو جواب اُسکا یہ ہے
کہ اُسکے قول کو خود ترمذی کا قول رد کرتا ہے اسواسطے کہ اُس نے اِس حدیث کی تحسین کی ہے اور یہ بہی
لکہا ہے کہ یہی قول بہت اصحابوں اور تابعینونکا ہے اِس سے معلوم ہوا کہ نزدیک ترمذی کے ابن مبارک
کا قول مردود ہے نہیں تو تحسین وغیرہ نہ بیان کرتا اور نیز اِس حدیث کو ابن حزم نے محلّےٰ میں صحیح لکہا ہے اور
طحاوی نے لکہا ہے کہ حدیث ابن مسعود میں کچہہ اختلاف نہیں کیونکہ اُس سے ثابت ہو چکی ہے اور کہا ہے صاحب
اُمے نے کہ عدم ثبوت ہونا اِس حدیث کا نزدیک ابن مبارک کے مانع اعتبار نہیں اور اگر خصم عاصم و
علقمہ اور عبد الرحمن پر اعتراض کریگا تو جواب اُسکا یہ ہے کہ وہ ثقہ ہیں اور عبد الرحمن تابعی ہے اور مسلم
میں کتنی جگہ اُس سے روایت کیگئی ہے اور ابن معین نے اُسکو ثقہ کہا ہے اور علقمہ کے احتجاج پر اتفاق ہے
علماؤنکا اور جو منذری وغیرہ نے لکہا ہے کہ عبد الرحمن نے علقمہ سے اِس حدیث کو نہیں سنا تو جواب اُسکا یہ ہے

لے یعنی ابن مسعود اور براء ابن عازب نے عدم رفع یدین کی حدیث کو روایت کیا ہے ۱۲

کہ منذری نے جس سے سنا وہ مجہول ہے اگر کہنا اسکا صحیح ہوتا تو ابن ابی حاتم مراسیل اپنی مین ذکر کرتا
اسکو ساتہہ ارسال کے اور ابن حبان نے کتاب الثقات مین لکہا ہی کہ سن عبد الرحمٰن کے برابر ساتہہ سن
ابراہیم نخعی کی ہی اور نخعی نے بالاتفاق علقمہ سے سنا ہی تو کیا مانع ہوا سننا عبد الرحمٰن کا علقمہ سے
اور ابو بکر خطیب نے کتاب متفق اور مفترق مین صراحتاً لکہا ہی کہ عبد الرحمٰن نے علقمہ سے سنا اس حدیث
کو **حاصل** یہ کہ رجال اس حدیث کے اوپر شرط مسلم کے ہین اور روایت نسائی کی اوپر شرط شیخین کے
چنانچہ کشف الرین مین ہے عن ابن مسعود قال صلیت خلف النبی صلے اللہ علیہ وسلم
ولابی بکر و عمر فلم یرفعوا ایدیہم الا عند افتتاح الصلوٰة رواہ محمد ابن جابر روایت ہے
ابن مسعود سے کہا پڑہی مینے نماز پیچہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر و عمر کے پس نہ اوٹہائے ہاتہہ
اونہون نے مگر وقت شروع نماز کے روایت کیا اسکو محمد ابن جابر نے روی ابو بکر ابن ابی شیبہ عن
ابی اسحاق قال کان اصحاب عبد اللہ و اصحاب علی لا یرفعون ایدیہم الا فی افتتاح الصلوٰة
قال وکیع ثم لا یعودون وھذا ایضاً سند صحیح جلیل ففی اتفاق اصحابہما علی ذلك
ما یدل علی ان مذھبھما کان کذلك روایت کیا ابو بکر ابن ابی شیبہ نے ابی اسحاق سے کہا
ہے اصحاب عبد اللہ اور اصحاب علی کے جو نہ اوٹہاتے تہے اپنے ہاتہون کو مگر شروع نماز مین اور وکیع کہتا
ہی پہر نہ مڑتے تہے طرف رفع یدین کے اور یہ سند صحیح اور جلیل ہے پس باتفاق ان دونون کے اصحابون
سے معلوم ہوا کہ مذہب اُن ہر دو کا ایسا ہی تہا عن البراء ابن عازب قال کان النبی صلے اللہ
علیہ وسلم اذا کبر لافتتاح الصلوٰة رفع یدیہ حتی یکون ابہاماہ قریباً من شحمتی اذنیہ
ثم لا یعود رواہ الطحاوی بثلاثہ اسانید براء ابن عازب سے روایت ہے کہا کہ تہے نبی
صلے اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے تہے واسطے شروع نماز کے تو اوٹہاتے تہے ہاتہون کو تا کہ ہو جاتے
تہے دونون انگوٹہے قریب کانون کے پہر نہ اوٹہاتے تہے روایت کیا اسکو طحاوی نے ساتہہ تین سندون کے۔

سوال سوم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زیر ناف نماز مین ہاتہہ باندہنا

جواب ہاتہونکا باندہنا عورت کیلئے سینہ پر اور مردون کیواسطے زیر ناف سنت ہی چنانچہ
حدیثونمین اسطرح آیا ہے **پہلی** حدیث وہ ہی جسکو امام محمد نے کتاب الآثار مین روایت کیا ہے -
انا ابو حنیفة عن حماد عن ابراھیم ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان یعتمد باحدے
یدیہ علی الاخرے فی الصلوٰة یتواضع للہ تعالی قال محمد یضع بطن کف الایمن علی رسغ
الیسرے تحت السرة فیکون الرسغ فی وسط الکف روایت کیا ابراہیم نے کہ تحقیق حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پکڑتے تہے ایک ہاتہہ کو دوسرے ہاتہہ سے در انحالیکہ عاجزی کرتے تہے خاص اللہ ہی کے
لئے کہا امام محمد نے کہ رکہتے تہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم داہنے ہاتہہ کی ہتہیلی کو بائین ہاتہہ کی پشت پر
نیچے ناف کے پس ہوتا پہونچا بائین ہاتہہ کا بیچ مین داہنے ہاتہہ کی ہتہیلی کے اور شارح ترمذی ابو المحاسن
نے اپنی کتاب فوز الکرام مین بعد ذکر کرنے اس حدیث کے لکہا ہے ھذا اسند جید یعنے
سند اس حدیث کی درست اور صحیح ہے **دوسری** حدیث وہ ہی جو روایت کیا اسکو امام ابو بکر
ابن ابی شیبہ نے جو اُستاد ہین امام بخاری و مسلم کے اپنی مصنف مین قال انا الحجاج بن حسان قال
سمعت ابا مجلز او سالتہ قلت کیف یضع قال یضع باطن کف یمینہ علی ظاہر کف شمالہ
و یجعلہما اسفل من السرة کہا حجاج بیٹے حسان نے کہ سنا مینے ابو مجلز سے یا سوال کیا مینے اُنسے
کہا مینے کیونکر رکہے نمازی اپنے دونون ہاتہونکو نماز مین کہا ابو مجلز نے رکہے داہنے ہاتہہ کی ہتہیلی کو بائین ہاتہہ
کی پشت پر اور کر دالے دونون ہاتہونکو نیچے ناف کے انتہے اور بعد روایت اس حدیث کے ہی فوز الکرام
مین مرقوم ہی وھذا سند جید **تیسری** حدیث وہ ہی جسکو امام احمد حنبل اپنی مسند مین
روایت کرتے ہین عن علی رضی اللہ عنہ قال من السنن فی الصلوٰة وضع الاکف علی
الاکف تحت السرة حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہا نماز کی سنتونمین سے رکہنا ہاتہونکا
ہی اوپر ہاتہون کے نیچے ناف کے انتہے اور دارقطنی نے بہی مثل اسکے کسیقدر تغیر الفاظ کی تین حدیثین
تحت السرہ کی روایت کین ہین اور بیہقی نے اپنی سنن کبیر مین مثل اسکے روایت کی ہی **چوتھی**

حدیث وہ ہی جسکو ابوداؤد اپنی سنن مین روایت کرتے ہین ان علیا رضی اللہ عنہ قال السنۃ وضع الکف علی الکف فی الصلوۃ تحت السرۃ تحقیق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سنت نماز مین ہاتھہ پر ہاتھہ رکھنا ہی نیچے ناف کے جیسا کہ تصریح اسکی اوپر کیگئی ہی اگر یہان خصم کو خدشہ ہو کہ عبد الرحمن بن اسحاق ضعیف ہے تو **جواب** اُسکا یہہ ہی کہ یہ شخص امام صاحب کے اس حدیث کے ساتھہ تمسک پکڑنیکے بعد پیدا ہوا ہی اور باقی راویون مین کوئی نقصان نہین دوم یہ حدیث ساتھہ فتوی اکثر علماؤنکے قوی ہوگئی ہے سوم اسکی اکثر احادیث نے تائید بھی کی ہے اسواسطے صحیح ہے اور جرحہ اسپر مجمل ہے نہ مفسر اور مجمل کا کوئی اعتبار نہین ہوتا اگر خصم یہ کہی کہ یہ حدیث موقوف ہی کیونکہ مروی ہی حضرت علیؓ سے پس اس طریق سے سنت ثابت نہین ہوتی تو **جواب** یہ ہے کہ جب کوئی صحابی یہ کہی کہ السنۃ کذا یا ان من السنۃ کذا تو مراد اُس سے سنت نبوی ہوتی ہے اور وہ حدیث مرفوع ہوگی چنانچہ امام ابوجعفر معانی الآثار مین اور علامہ بدر الدین عینی اور محدث محمد ہاشم سندی وغیرہم ناقدین حدیث اس مقام پر لکھتے مین ان قول علی رضی اللہ عنہ ان من السنۃ ھذا اللفظ یدخل فی المرفوع عندھم وقال عبد البر ان الصحابی اذا اطلق اسم السنۃ فالمراد بہ سنۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم یعنی تحقیق کہ قول حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ان من السنۃ داخل ہی مرفوع مین محدثین کے نزدیک اور کہا عبد البر نے کہ تحقیق جب صحابی اسم سنت کو مطلقا بولے تو مراد اُس سے سنت نبوی ہی اور ملا علی قاری نے کشف المغطے فی شرح الموطا مین لکھا ہے الصحابی اذا قال السنۃ یحمل علی سنۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم **پانچوین** وہ حدیث ہی جسکو امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین لکھا ہے حدثنا وکیع عن موسی بن عمیر عن علقمۃ ابن وائل بن حجر عن ابیہ قال رأیت النبی صلے اللہ علیہ وسلم وضع یمینہ علی شمالہ تحت السرۃ وائل اپنے باپ سے روایت کرتا ہی کہا اُسنے کہ دیکھا مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھا آپ نے داہنا ہاتھہ اپنا بائین ہاتھہ پر نیچے ناف کے انتہے اس مقام مین علامہ محدث محمد ابو الطیب مدنی نے بعد کلام طویل کے

شرح ترمذی مین لکھا ہے کہ اطلاع پائی ہمنے حدیث صحیح پر شکر ہے اللہ کا اور وہ حدیث سند ہی مذہب کی اور حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تائید کرتی ہے اور یہہ وہ حدیث ہے جو روایت کیا اسکو ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین اور پھر بعد اسکے لکھا ہی وھذا حدیث قوی من حیث السند پھر انہون نے اس حدیث کے قوی ہونے کے وجوہات اور شواہد اور راویونکی عدالت اور ثقاۃ اور صحت سند و متن حدیث کو بتفصیل تمام لکھا ہی اس مختصر کتاب مین اُسکی گنجایش نہین ہے منصف عامل بالحدیث کو اسقدر کافی ہے اور اگر کافی نہو تو پھر دیکھا جاویگا اور اگر در بارہ سماع علقمہ کے اپنے باپ سے اس حدیث مین کسیکو خدشہ گذرے تو جواب اسکا مع شواہد بحث اخفاء آمین مین ہم اول اس سے لکھہ چکے ہین۔ دیکھہ لے

اب ہم تحقیق اُس حدیث کی کرتے ہین جسکے ساتھہ خصم دلیل پکڑتا ہے

عن وائل ابن حجر قال صلیت مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ووضع یدہ الیمنے علے یدہ الیسرے علے صدرہ رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ مولویصاحب اس حدیث کے ساتھہ آپکا دلیل پکڑنا ساتھہ چند وجہون کے قابل اعتبار اور صحیح نہین۔

(۱) یہ حکایت فعل ہے قال فی التوضیح وحکایۃ الفعل لا تعم حکایت فعل عام نہین ہوتی پس یہہ حدیث منافی نہوئی ساتھہ حدیث تحت السرۃ کے (۲) سنت اُسکو کہتے ہین جو ہمیشہ کیا ہو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ساتھہ ترک کرنے ایک یا دو مرتبہ کے پس یہہ ثابت ہوا کہ ہمیشہ حضرتؐ نے ہاتھہ زیر ناف باندھے تھے اور ایکدفعہ سینہ پر بھی باندھ لئے تو سنت ہاتھونکا باندھنا زیر ناف ہی رہا (۳) حافظ فطلوبغا اور اُسکے شیخ نے لکھا ہے کہ لوگ بہت غافل ہین ساتھہ شرط ابن خزیمہ کے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین شرط رکہی ہے کہ صحیح حدیث میرے نزدیک وہ ہوتی ہے کہ مسند ہو اگر منقطع ہو تو صحیح نہین اگرچہ دوسری جگہ اُسکو مسند کیا گیا ہو ذکرہ فی تعلیق المجلی پس ظاہر ہے کہ حدیث مسند نہین کیونکہ جس محدث نے اِسکو نقل کیا ہے کسی نے اِسکی سند بیان نہین کی مولویصاحب کو لازم ہے کہ اصلی نسخہ سے مع سند و توثیق رجال نقل کرکے دکھائین جیسا

کہ ہمنی تحت السرہ کی حدیث کی سند و توثیق رجال بیان کی ہے ورنہ مقابلہ ساتہہ اوسکے جو جامع ہو
علم فقہ اور حدیث کو نہ کرین اور ایسی اشتہارات سے باز آئین (۴) یہہ حدیث ظاہر المتروک ہے
ساتہہ اجماع کے چنانچہ شرح نووی سے ظاہر ہے کہ کہا دونون ہاتہونکو نیچے سینہ کے اور اوپر ناف
کے رکہے یہہ ہمارا مذہب مشہور ہے اور اسکے قائل ہین جمہور اور ابوحنیفہؓ و سفیان ثوری اور اسحاق بن راہویہ
اور ابو اسحاق مروزی شافعی نے کہا ہے کہ نیچے ناف کے دونون ہاتہونکو رکہے اور علی ابن ابی طالب سے
دو روایتین ہین دونو مذہبونکی طرح اور امام احمد سے دو روایتین ہین دونو مذہبونکی طرح اور روایت
تیسری ہے اگر نمازی مخیر ہے درمیان دونون طریقون کے اور اس مذہب کا قائل اوزاعی و ابن منذر ہے اور
امام مالک سے دو روایتین ہین ایک یہ کہ دونون ہاتہونکو سینہ کے نیچے رکہے اور دوسری یہہ کہ دونون ہاتہونکو
چہوڑ دے اور ایک کو دوسرے پر نہ رکہے اور یہہ روایت جمہور صحابہؓ مالک کی ہے اور یہی مذہب لیث ابن
سعد کا ہی اور امام مالک سے روایت ہے کہ نفل مین ہاتہہ پر ہاتہہ رکہنا مستحب ہے اور فرض مین چہوڑ دینا
اور اسکو بصریون نے مالکیہ سے ترجیح دی ہے انتہے اور ترمذی کے قول سے بہی ظاہر ہے کہا کہ اسپر عمل ہے
علمائے صحابہ اور تابعین اور من بعدہم کا جانتے ہین وہ کہ داہنے ہاتہہ کو بائین ہاتہہ پر رکہے نمازی نماز
مین اور بعضونکی رائے ہے کہ ناف کے اوپر رکہے اور بعضونکی نیچے رکہے اور واسع ہے نزدیک علما کی انتہی۔ ان
ہر دو اقوال محدثین سے یہہ ثابت ہوا کہ سینہ پر ہاتہونکا رکہنا کسی عالم کا مذہب نہین اور آپکی معمول بہ
حدیث مین لفظ علی صدرہ ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ یہ حدیث ظاہر المتروک ہے
دوم دلیل خصم یہ ہے کہ ترجمہ وانحر مین ابن عباس سے روایت ہے کہ اس سے مراد رکہنا داہنے ہاتہہ کا اوپر
بائین ہاتہہ کے ہے نزدیک نحر کے یعنے سینہ کے اوپر۔ اور نیز حضرت علیؓ سے بہی ایک حدیث مروی ہے
جواب یہ حدیث بہی ساتہہ تین وجہونکے قابل استدلال نہین (۱) یہ کہ ابن جریر نے اپنی تفسیر مین اس
ترجمہ کو نقل کر کے لکہا ہے کہ نحر سے مراد قربانی ہے نہ ہاتہونکا باندہنا سینہ کے اوپر اور یہی صواب ہے
(۲) یہہ ترجمہ ظاہر المتروک ہے یعنے یہ کسی عالم کا مذہب نہین کہ سینہ پر ہاتہہ مثل عورتونکی باندہے جاوین

(۳) اس ترجمہ ابن عباس اور حدیث ابن حزیمہ کو علمائے احناف نے عورتون پر محمول کیا ہی اور قیاس
بہی اسکی موید ہی کیونکہ انکا پردہ اسمین زیادہ ہے (۴) مولویصاحب ہمنے دونون قسم کی حدیثونپر عمل کر لیا یعنے
تحت السرہ کی حدیثین مردونکی حقمین لے لین اور علی صدرہ کی حدیث عورتونکی حقمین اور آپنے تمام
حدیثین صحیح جو دربارہ تحت السرہ وارد ہین ترک کردین اور ایک حدیث علی صدرہ کو اپنا معمول
قرار دیدیا مین آپ سے حلفاً پوچہتا ہون کہ عامل بالحدیث آپ ہین یا حنفی۔

سوال چہارم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مقتدیونکو سورہ فاتحہ پڑہنے سے منع کرنا

جواب مقتدیونکو سورۂ فاتحہ پڑہنے سے پیچہے امام کے خود اللہ پاک نے منع فرمایا ہی اگرچہ نماز خفیہ ہو
قولہ تعالی واذا قرأ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون یعنے جسوقت کہ پڑہا جاوے
قرآن تو سنو اوسکو اور چپ رہو تاکہ تم رحم کئے جاؤ وقال ابن جریر فی تفسیرہ عن سعید بن المسیب
واذا قرأ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا فی الصلوۃ ومثلہ روی باربعۃ اسانید عن مجاھد
وعن سعید ابن جبیر واذا قرأ الخ قال فی الصلوۃ المکتوبۃ روی وعن مجاھد مثلہ باسنادین
وعن الضحاک قال فی الصلوۃ المکتوبۃ وعن ابراھیم مثلہ وعن الزھری قال کان النبی
صلے اللہ علیہ وسلم یقرأ ورجل یقرأ فنزلت واذا قرأ الخ وعن ابن عباس قولہ واذا قرأ
الخ یعنی فی الصلوۃ المفروضۃ نحوہ ذکر ابن جریر روایات کثیرۃ فی نزولہا یعنے کہا ابن
جریر نے تفسیر اپنی مین سعید ابن مسیب سے روایت کی ہے کہ واذا قرأ القرآن الخ بیچ نماز کے ہی۔ اور
مثل اسکے روایت کی ہے ابن جریر نے چار سندونکے ساتہہ مجاہد سے اور روایت ہے سعید ابن جبیر سے کہ واذا
قرأ القرآن الخ کہا نماز فرض مین ہے اور روایت کی گئی مثل اسکے مجاہد سے ساتہہ دو سندون کے
اور ضحاک نے کہا یہہ نماز فرض مین ہے اور روایت ہے ابراہیم سے مثل اسکے اور زہری سے روایت ہے
کہا تہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو پڑہتے تہے اور ایک شخص بہی پیچہے پڑہتا تہا پس نازل ہوئی یہہ
آیۃ اور روایت ہے ابن عباس سے واذا قرأ القرآن الخ بیچ نماز فرض کے ہے اور مانند اس کے

ذکر کی ہین ابن جریر نے روایتین بہت اسکے شان نزول مین انتہے اِن روایات سے یہہ ثابت ہوا
کہ سننا قرآن شریف کا نماز مین واجب ہے نہ باہر اگرچہ لفظ عام ہے ثم قال و اولی الاقوال فی
ذلک بالصواب قول من قال امروا باستماع القرآن فی الصلوٰۃ اذا قرأ الامام وکان
من خلفہ ممن یأتم بہ یسمعہ پہر کہا قوی قولونکا اسمین ساتہ صواب کے قول اوس شخص کا ہے
جسنے کہا امر کیے گئے ہین ہم ساتہ سُننے قرآن کے نماز مین جب پڑہے امام پس مقتدی سُنے انتہی
اور جو سکتات امام مین فاتحہ پڑہتے ہین اُنپر یہہ دو اعتراض واقع ہوتے ہین ایک تو قلب موضوع
ہی یعنے امام مقتدی ہو گیا دوسرا یہ کہ جو امام رازی نے اپنی تفسیر مین اور نیسابوری نے اپنی تفسیر
مین لکھا ہی واعترض بان سکوت الامام واجب ام لا والاول باطل بالاجماع وعلی الثانی
یجوز ان لا یسکت وحینئذ یلزم ان تحصل قرأۃ المأموم مع قرأۃ الامام فیفضی
الی ترک الاستماع وایضاً فہذا السکوت لیس لہ حد محدود والمأمومون مختلفون
ببطء القراۃ وسرعتہا فربما لا یتمکن المأموم من اتمام القرأۃ الفاتحۃ فی مقدار
سکوت الامام فیلزم المحذور المذکور وایضاً الامام فی ہذا السکوت یصیر کالتابع
للمأموم وذلک غیر جائز اور اعتراض کیا گیا اُس شخص پر جو وقت سکوت امام کے قرأت
پڑہتا ہے کہ آیا سکوت امام واجب ہے یا نہ واسطے قرأت مقتدی کے تو اول باطل ہے بالاجماع
و بر تقدیر دویم جائز ہے کہ نہ سکوت کرے امام واسطے مقتدی کے جب سکوت نہ کیا امام نے تو لازم
آویگی قرأت مقتدی کی ساتہ قرأت امام کے پس حاصل ہوگا ترک سماع و سکوت اور سکوت امام کے
واسطے کوئی حد نہین اور مقتدی جو ہین تو مختلف ہین ساتہ آہستہ پڑہنے اور جلدی مین پس
بعض وقتونمین قادر نہوگا مقتدی اوپر اتمام قرأت فاتحہ کے مقدار سکوت امام مین پس لازم
آویگا ترک سماع اور سکوت اور نیز ہوگا امام تابع مقتدی کا اور یہہ جائز نہین انتہی پس ثابت
ہوا کہ مقتدی کو پیچھے امام کے فاتحہ پڑہنی نہین جائز اور یہہ دونون مفسر شافعی المذہب و اہل اجتہاد ہین

اِن دونون نے اِس آیت کو صریح سمجہا بیچ نہ پڑہنے فاتحہ کے پیچھے امام کے اگر مولوی صاحب
اِس آیت کو صریح نہ جانے تو وہم کیا کرین ہدایت اللہ تعالی کے ید مین ہے قال فی امام الکلام اخرج
عبد بن حمید وابن ابی حاتم والبیہقی عن مجاہد قال قرأ رجل خلف النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فی الصلوٰۃ فانزلت واذا قرئ القرآن الخ کہا ہے امام الکلام مین نقل کیا ہے عبد بن حمید
وابن ابی حاتم و بیہقی نے مجاہد سے کہا پڑہا ایک شخص نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز مین پس نازل
کیگئی واذا قرئ القرآن الخ انتہی واخرج ابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویہ والبیہقی عن
ابن عباس نزلت واذا قرئ القرآن الخ فیما جہر بہ من القرأۃ فی الصلوٰۃ روایت ہے ابن عباس سے
کہ نازل ہوئی واذا قرئ بیچ قرأت جہری کے انتہی قال فی المعالم اختلفوا فی سبب نزول ہذہ الآیۃ
فذہب جماعۃ الی انہا فی القرأۃ فی الصلوٰۃ وقال قوم نزلت فی ترک الجہر بالقرأۃ خلف
الامام وقال عمر ابن عبد العزیز الانصات لکل واعظ والاول اولاہا وہو انہا فی القرأۃ فی
الصلوٰۃ انتہی ملخصاً کہا معالم مین کہ سبب نزول اِس آیت مین اختلاف ہے ایک جماعت نے کہا نزول اسکا
بیچ قرأت کے ہی نماز مین اور کہا ایک قوم نے کہ نزول اسکا ترک جہر مین ہی ساتہ قرأت کے پیچھے امام کے
اور کہا عمر ابن عبد العزیز نے کہ یہ سکوت واسطے سُننے ہر واعظ کے نازل ہوئی ہے اور قول اول قوی ہے
اور وہ یہ کہ نزول اسکا قرأت مین ہے بیچ نماز کے انتہی قال فی المدارک وجمہور الصحابۃ علی انہ فی
استماع المؤتم وقیل فی استماع الخطبۃ وقیل فیہما وہو الاصح کہا ہے مدارک مین کہ جمہور صحابہ
اوپر اِس بات کے ہین کہ یہ آیت مقتدی کے سُننے مین نازل ہوئی ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ سُننے خطبہ کے
بارہ مین ہی اور بعضون نے کہا کہ ہر دو مین اور یہہ اصح ہی انتہی قال الزرقانی فی شرح الموطا عن ابن
عبد البر اجمعوا علی انہ لم یرد بہ کل موضع یستمع فیہ القرآن وانما اراد الصلوٰۃ یشہد لہ
قولہ صلی اللہ علیہ وسلم واذا قرأ فانصتوا صححہ احمد بن حنبل فاین الفرار عن ظاہر الآیۃ
والحدیث کہا زرقانی نے شرح موطا مین ابن عبد البر سے کہ اجماع کیا ہے علماؤن نے اِسپر کہ نہین

مراد اس سے (واذا قرئ القرآن) اللہ کی کہ ہر جگہ سنا جاوے قرآن بلکہ ارادہ کیا ہے کہ سنا جاوے
قرآن نماز میں شہادت دیتا ہے اسکی قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جب امام پڑھے پس چپ رہو صحیح کہا
اسکو امام احمد بن حنبل نے پس کہ ہر جگہ سے بہاگنے کی ظاہر آیت اور حدیث سے اور واذا قرئ القرآن
الخ قال فی التوضیح والتلویح وغیرہا الفاء لفظ خاص وضع لمعنے معلوم وھو التعقیب
بلا تراخ کہا ہے توضیح تلویح میں کہ فا کلمہ جو ہے یہ ایک لفظ خاص ہے وضع کیگئی ہے واسطے معنے
واحد کے اور وہ تعقیب ہے بلا مہلت انتہے اور توضیح تلویح میں ہے کہ عمل کرنا خاص پر قطعی الدلالت
اور واجب ہے اور فاتحہ شریف بالاجماع قرآن سے ہے پس امام نے شروع کی الحمد تو مقتدی کو سکوت
واجب ہے قطعاً ویقیناً فرمائے مولوی صاحب اب اس سے زیادہ کیا چاہتے ہیں آیت اور حدیث اور اجماع
صریح ہے اوپر ممنوعیت قرأت فاتحہ خلف الامام کے **دوسری** دلیل یہ قول اللہ پاک کا ہے
یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ارادہ کیا اللہ نے ساتھ تمہارے آسانی کا اور نہیں ارادہ کیا
ساتھ تمہارے مشقت اور سختی کا واضح ہو کہ پڑھنا قرآن شریف کا اوپر وجہ صحیح واداء حروف کے انکے
مخرج وصفاتونکے ساتھ نہایت مشکل ہے بلکہ عاجز ہیں اسمیں حفاظ پس واجب کرنا قرأت فاتحہ کا
مقتدی پر مشقت عظیمہ میں ڈالنا ہے اسکو حالانکہ قرأت امام کی قرأت اسکی ہے ومنہا قولہ تعالے
وما جعل علیکم فی الدین من حرج اور نہیں گردانی اللہ پاک نے اوپر تمہارے دین میں سختی اور بیچ
لازم کرنے قرأت فاتحہ کے مقتدی پر سختی ظاہر ہے۔

اب ذکر ان احادیث کا کیا جاتا ہے جو اس باب میں مروی ہیں صحاح ستہ وغیرہ میں

عن جابر ابن عبد اللہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال من صلے خلف الامام فان قرأۃ
الامام لہ قرأۃ رواہ محمد فی المؤطا باسنادین ونحوہ فی کتاب الآثار وکتاب الحجج جابر ابن
عبد اللہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو پڑھے پیچھے امام کے پس قرأت امام کی قرأت
اسکی ہے روایت کیا اسکو امام محمد نے اپنی مؤطا میں ساتھ دو اسنادونکے اور مانند اسکے کتاب الآثار میں

اور کتاب الحجج میں بھی ہے انتہی وفی روایۃ عن عمران رجلا قرأ خلف النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فی الظہر او العصر واومأ الیہ رجل فنہاہ فلما انصرف قال اتنہانی ان اقرأ
خلف النبی صلے اللہ علیہ وسلم فتذاکرا ذلک حتے سمع النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من صلے خلف الامام فان قرأۃ الامام لہ قرأۃ رواہ ابو حنیفہ
فی مسندہ بثلاثۃ اسانید ونحوہ فی الطبرانی والدارقطنی والطحاوی وابن عدی فی الکامل
والحاکم کما فی الفتح اور نیز اسی سے روایت ہے کہ تحقیق ایک شخص نے پڑھی قرأت پیچھے حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے بیچ ظہر یا عصر اور اشارہ کیا ایک شخص نے طرف اسکے پس منع کیا اسکو پس جب فارغ ہوا وہ
شخص تو کہا آیا منع کرتا ہے تو مجھکو قرأت سے پیچھے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پس جھگڑے اسمیں
تاکہ سنا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پس فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو پڑھے پیچھے امام کے
پس قرأت امام کی واسطے اسکے قرأت ہے روایت کیا اسکو ابو حنیفہ نے مسند میں ساتھ تین اسنادونکے[له]
اور فتح القدیر میں ہے کہ یہہ حدیث مرفوع اور صحیح ہے اور مانند اسکے طبرانی ودارقطنی وطحاوی اور
ابن عدی نے کامل میں روایت کی ہے انتہی قال فی فتح القدیر اخرج احمد بن منیع فی مسندہ
ذلک مرفوعا من طریقین طریق اسحاق عن سفیان وشریک عن موسے وطریق جریر
عن موسی قال د اسناد الحدیث الاول صحیح علے شرط الشیخین والثانی علے شرط مسلم
کہا ہے فتح القدیر میں کہ نقل کیا ہے احمد بن منیع نے بیچ مسند اپنی کے اس حدیث کو مرفوعاً (یعنی قرأت
امام کی قرأت مقتدی کی ہے) ساتھ دو طریقوں کے ایک طریقہ اسحاق وسفیان اور شریک نے موسے
سے دوسرا طریقہ جریر نے موسے سے اور کہا اسناد حدیث اول کا صحیح ہے اوپر شرط شیخین کے اور
اسناد حدیث دوم کا صحیح ہے اوپر شرط مسلم کے قال فی فتح القدیر لو قرأ المقتدی لکان لہ
قرأتان فی صلوۃ واحدۃ وھو غیر مشروع کہا ہے فتح القدیر نے اگر پڑھے مقتدی پیچھے امام کے
قرأت تو ہونگی واسطے اسکے دو قرأتیں ایک نماز میں اور یہہ ناجائز ہے انتہے اگر خصم کہے کہ حدیث

[له] کہ نسخہ امام ابو حنیفہ میں یہی مذکور ہے ۱۲

مین آیا ہے کہ ہمیشہ ہو گے تم نماز مین جبکہ منتظر ہو گے نماز کے پس اگر کوئی نفل پڑھے ساتہ انتظار
کے تو اُسکو دو قرائتین حاصل ہوئین (یعنے ایک حکمی اور ایک حقیقی) اور یہ جائز ہے پس ایسا ہی
حال ہے مقتدیکا یعنی ایک قرائت امام کیواسطے ہوگی اور ایک اپنی تو اسمین کیا حرج ہوا **جواب**
اول یہہ قیاس فاسد ہے کیونکہ حصول ہر دو قرأتو نکا ساتہہ انتظار کے یہ مختص ساتہہ نماز و طہارت کے
نہین اگر پڑھے سوا ان دونو نکے تو البتہ حاصل ہونگی اُسکو دو قرائتین خلاف مقتدیکے (یعنے اُسکو بغیر
نماز و طہارت کے دو قرائتین حاصل نہین ہوتین) دوسرا یہ کہ حصول ہر دو قرأتو نکا ساتہہ انتظار کے
باب فضائل سے ہے خلاف مقتدیکے (یعنے اِسپر قرائت فرض ہے اور مقتدی پر نہین) تیسرا
وصف انتظار مین مبالغہ حکمی ہے بخلاف مقتدیکے چوتہا ہونا قرئت امام کا واسطے مقتدیکے حقیقت
شرعیہ محمودہ ہے اور قرئت مقتدی حقیقت شرعیہ مذمومہ نزدیک بعضو نکے اور نزدیک بعضو نکے
عکس اسکا اگر پڑھے مقتدی تو البتہ جمع بین الضدین اور نیز خلاف اجماع مرکب لازم آویگا عن ابی
بکرۃ انہ انتہی الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم وھو راکع فرکع قبل ان یصل الی الصف فذکر ذالک
للنبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال زادک اللہ حرصا ولا تعد رواہ البخاری وابو داؤد والنسائی
والطحاوی ابی بکرۃ سے روایت ہے کہ تحقیق وہ پہونچا طرف حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور حال یہ تہا
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسوقت رکوع مین تہے پس رکوع کیا اول پہونچنے طرف صف کے پس ذکر کیا
اِسکا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پس فرمایا حضرت نے زیادہ کرے اللہ پاک تیری ایسی حرص کو اور
پہر سوا صف کے پہونچنے کے رکوع نکرنا انتہے پس اگر قرئت امام کی قرئت مقتدیکی نہوتی تو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم اُسکو اعادہ نماز کا فرماتے کیونکہ ترک فاتحہ کا کیا تہا عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا رواہ مسلم وابو داؤد والنسائی
وابن ماجہ ابی ہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پس جب امام تکبیر کہے تو تم بہی
تکبیر کہو اور جب پڑہے تو چپ رہو انتہے قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیؤتم به

رواہ البخاری ومسلم فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق نہین گردانا گیا امام مگر کہ اقتدا
کیجاوے بیچ اُسکے روایت کیا اِسکو بخاری و مسلم نے انتہے **وجہ استدلال** اِس حدیث کے ساتہہ اوپر عدم
قرئت فاتحہ خلف الامام کے یہ ہے کہ اگر حالت قرئت جہری امام مین پڑہیگا تو خلاف واذا قرئ القرآن الخ
کا ہوگا و نیز قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ واذا قرأ فانصتوا ہے اور اگر امام سکوت کرے اور مقتدی
سورہ فاتحہ پڑہے تو لازم آویگا عکس اس حدیث کا (جو لیؤتم بہ ہے) اور یہہ حدیث رد ہے اوپر اُس شخص
کے جو کہتا ہے کہ قلب موضوع جائز ہے۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا امن القاری فامنوا
رواہ البخاری ومسلم والنسائی فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب قاری امین کہے تو تم بہی امین
کہو انتہے یہ **دلیل قوی** ہے عبارتاً و اشارتاً اوپر ہونے قرئت کے واسطے مقتدیکے اِسلیے کہ حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے امام کو قاری فرمایا ہے نہ مقتدیکو قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم اذا قال الامام غیر المغضوب
علیہم ولا الضالین فقولوا امین رواہ البخاری ومسلم فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب کہے
امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پس کہو امین پس اِس سے ثابت ہوا کہ قرئت خاصہ امام کا ہے اور
مقتدیکا خاصہ سکوت اور کہنا امین کا یہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قسمت کی ہے اور قسمت منافی شرکت ہی
اور **دلیل** اِسپر یہہ ہے جو کہا عینی نے کہ استدلال کیا ہے ابو حنیفہ رح نے ساتہہ قول حضرت کے کہ جب کہے امام
سمع اللہ لمن حمدہ پس کہو تم ربنا لک الحمد کیونکہ وظیفہ امام کا سمع اللہ کہنا ہے اور وظیفہ مقتدی کا
ربنا لک الحمد اِسواسطے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قسمت کی ہے اور قسمت منافی شرکت ہے اور
یہی قول امام مالک رح کا اور روایت امام احمد رح کی ہے۔

جواب اُس حدیث کا جو اسباب مین خصم کی دلیل ہی کہ قرئت خلف الامام فرض ہے

مولویصاحب آپ عبادۃ والی حدیث اور ولا صلوۃ الحدیث کے ساتہہ گویا قرئت خلف الامام کی فرضیت
ثابت کررہے ہین سو یہہ ہرگز اِن حدیثو نسے ثابت نہین ہوتی کیونکہ واسطے فرضیت کے دلیل قطعی چاہئے اور
یہہ خبر واحد ہے اور اِن حدیثو نمین نفی کمال کی ہے نہ بطلانکی اور عبادۃ والی حدیث کی تردید ہم آپ کے

لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب ۱۲

جواب الجواب مین کرینگے اور اس جگہ ہم ثابت کرتے ہین کہ لاصلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب یہ حدیث
منفرد اور امام کیواسطے ہے نہ مقتدیکے لئے چنانچہ تقیید اسکی ترمذی مین ہے عن جابر ابن عبد اللہ یقول
من صلے رکعۃ لم یقرأ فیہا بام القرآن فلم یصل الا ان یکون وراء الامام ھذا حدیث حسن
صحیح ونحوہ رواہ مالک فی الموطا ورواہ الطحاوی مثلہ مرفوعاً جابر ابن عبد اللہ سے روایت ہے
کہا جسنے کہ پڑھی ایک رکعت اور نہ پڑھا اسمین فاتحہ پس نہین نماز پڑھی اُسنے مگر جبکہ پیچھے امام کے ہو اور
مانند اسکے روایت کی امام مالک نے موطا مین اور طحاوی نے اسکو مرفوع ذکر کیا ہے انتہے قال سفیان ھذا
لمن یصلے وحدہ ذکرہ ابو داؤد۔ کہا سفیان نے (جو راوی حدیث لاصلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب کا ہی)
کہ یہ حدیث یعنے لاصلوۃ واسطے منفرد کے ہے اور جو آئینگی وہ حدیثین کہ مین اس بحث مین ذکر کر آیا ہون
اُن سب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ لاصلوۃ واسطے مقتدیکے نہین امام اور منفرد کیلئے ہے **فائدہ** اس
حدیث کی تقدیر ہمارے نزدیک اسطرح پر ہے کہ لاصلوۃ کاملۃ الا بفاتحۃ الکتاب۔ اور نزدیک بعضونکے
لاصلوۃ صحیحۃ الا بفاتحۃ الکتاب ہمکو لئے یہ دلیل ہے کہ اس معنے پر حدیثین بہت دال ہین
چنانچہ قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم من صلے صلوۃ لم یقرأ فیہا بام القرآن فہی خداج ثلاثا
غیر تام رواہ مسلم فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو پڑھے نماز اور نہ پڑھے اسمین فاتحہ پس وہ ناقص ہے
ناقص ہے ناقص ہے ناتمام ہے روایت کیا اسکو مسلم نے انتہے اس سے ثابت ہوا کہ نماز اُسکی فاسد نہین ہوتی
جسنے کہ فاتحہ نہ پڑھا بلکہ ہوتی ہے ناقص اور کہا ہے عینی نے کہ ہمارے اصحابونکے نزدیک ضم سورۃ کا واجب ہے
اور یہی قول ہے ابن کنانہ کا مالکیونسے اور حکایت ہی امام احمد سے اور ہمارے نزدیک ضم کرنا سورۃ کا یا تین
آیتونکا واجبات نماز سے ہے اور اسمین بہت حدیثین ہین ایک اُنسے روایت ہے ابو سعید کی قال صلی اللہ
علیہ وسلم لاصلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب وسورۃ معہا رواہ ابن عدی فی الکامل وفی لفظ
امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نقرأ الفاتحۃ وما تیسر من القرآن وفی لفظ لاتجزئ
صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب ومعہا غیرہا وفی لفظ وسورۃ فی فریضۃ او فی غیرہا

رواہ الترمذی وابن ماجۃ ولا صلوۃ لمن لم یقرأ بالحمد وسورۃ فی فریضۃ او فی
غیرہا وروی ابو داؤد عن ابی سعید قال امرنا ان نقرأ بفاتحۃ الکتاب وما تیسر و
رواہ ابن حبان فی صحیحہ ولفظہ امرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان نقرأ الفاتحۃ وما
تیسر ورواہ احمد وابو یعلی فی مسندیہما وروی ابن عدی قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
لاتجزئ المکتوبۃ الا بفاتحۃ الکتاب وثلاث آیات فصاعدا وروی ابو نعیم قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم لاتجزئ صلوۃ لایقرأ فیہا بفاتحۃ الکتاب وشئ معہا فرمایا حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین نماز ہوتی (کامل) مگر ساتھہ فاتحہ اور سورۃ کے روایت کیا اسکو ابن عدی نے
کامل مین اور ایک لفظ مین ہے کہ امر کیا ہمکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ پڑھین فاتحہ اور جو ہمکو آسان ہو
قرآن سے اور ایک لفظ مین ہے کہ نہین جایز ہوتی نماز مگر ساتھہ فاتحہ کے کہ ہو ساتھ اسکے غیر اسکا یعنی سورۃ
اور ایک لفظ مین ہے کہ نہین ہوتی نماز مگر ساتھہ فاتحہ اور سورۃ کے فرضون وغیرہ مین روایت کیا اسکو
ترمذی نے اور ابن ماجہ نے اور نہین نماز جو نہ پڑھے فاتحہ اور سورۃ کو فرض وغیرہ مین اور روایت کی ہے
ابو داؤد نے ابی سعید سے کہ کہا امر کئے گئے ہم یہ جو پڑھین فاتحہ اور جو آسان ہو اور ایک لفظ مین ہے کہ
امر کیا ہمکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو پڑھین فاتحہ اور جو آسان ہو اور روایت کیا اسکو احمد اور ابو یعلی نے
اپنی مسندونمین اور روایت کیا ابن عدی نے کہ کہا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین جایز ہوتے فرض مگر ساتھہ
فاتحہ اور تین آیتونکے یا زیادہ کے اور روایت کی ابو نعیم نے کہا کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین جایز
ہوتی نماز جو نہ پڑھے اسمین فاتحہ اور کچھہ شئے قرآن شریف سے ساتھہ اُسکے انتہے اور کہا ہے عینی نے
کہ عمل کیا ہی ہمارے اصحابون نے سب حدیثونپر کیونکہ واجب کیا ہے اونہون نے قرأت فاتحہ اور ضم سورۃ یا تین
آیتین ساتھہ اُسکے اسواسطے کہ یہ خبرین احاد ہین پس فرضیت ساتھہ انکے ثابت نہین ہوتی اور نہین
ہمارے نزدیک مگر مطلق قرأت (خواہ فاتحہ ہو یا سورۃ) بموجب قول اللہ پاک کے فاقرؤا ما تیسر
من القرآن پس امر کیا ہمکو ساتھہ اسکے پڑھنے کے جو آسان ہو قرآن سے مطلقاً اور مقید کرنا اسکو

فاتحہ کی نص طلق پر زیادت آتی ہے اور یہ جائز نہیں تپس کیا ہے ہمنے عمل سب پر اور واجب کیا ہمنے
پڑھنا فاتحہ کا اور ضم سورۃ کا ساتہہ اسکے انتہیٰ اور کہتے ہین ہم کو روایت ہے ابی ہریرہؓ سے کہا کہ تحقیق حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئی نماز جہری سے تپس فرمایا آیا پڑہتا ہے ساتہہ میرے تم سے کسی نے پس کہا ایک شخص نے
ہان یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا تحقیق مین کہتا ہون کہ کیا ہی جو جہگڑہ کیا جاتا ہون مین قرآن
مین پہر کہا (یعنے ابو ہریرہؓ نے) پس چہوڑ دیا لوگون نے قرأت کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ جہری
نماز و مین جب سُنا اصحابون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت اسکو امام مالکؒ و امام احمدؒ ابوداودؒ
و ترمذی و نسائی اور ابن ماجہؒ اور کہا مرقات والے نے اس حدیث کے بارہ مین کہ یہ حدیث ناسخ ہے
قرأت خلف الامام کو اگرچہ سری یا جہری ہو۔

سوال پنجم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا باری تعالےٰ نے کا ائمہ اربعہ مین سے کسی کی تقلید کو واجب کرنا

تقلید کہتے ہین مان لینے قول غیر کو بلا دلیل اور اس سے کوئی بہی فی زمانہ خالی نہین خواہ مقلد ہو خواہ غیر
مقلد اسطرح کہ جو غیر مقلد ہین وہ اپنے شہر کے عالم کی تقلید کرتے ہین جسکی پیروی کرنے پر چار پانچ علماؤن
کا بہی اتفاق نہین اور جو مقلدین ہین مثلاً ابو حنیفہ کی تقلید کرتے ہین کہ جسکی پیروی کرنے پر قول اللہ
پاک کا ہی اور حدیث حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اور قول لاکہہ در لاکہہ علماؤن کے موجود ہین چنانچہ
اللہ تعالےٰ فرماتا ہی یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیع الرسول و اولی الامر منکم ای ایمان
والو فرمانبرداری کرو اللہ اور اوسکے رسول کی اور اولی الامر کی جو ہون تم سے اخرج ابن ابی حاتم
عن جابر بن عبد اللہ و ابن عباس و مجاھد والحسن ان اولی الامر الو العلم والفقہ
اوجب اللہ تعالےٰ طاعتہم کذا فی الاکلیل و نحوہ فی الخازن والعینی روایت کیا ابن ابی حاتمؒ نے
جابرؓ ابن عبد اللہؓ و ابن عباسؓ و مجاہدؓ و حسنؓ بصری سے کہ تحقیق مراد اولی الامر سے اہل علم او فقہ ہین کہ واجب کیا
اللہ پاک نے اونکی اطاعت کو اسطرح ہی اکلیل مین اور مانند اسکے تفسیر خازن مین بہی ہے اور عینی مین بہی ہے
اور مشہور ترجمہ اس اولی الامر کے دو ہی ہین ایک علما دوسرا امرا نزول اسکا اگرچہ امراؤن کے حق مین ہے مگر

اعتبار عموم لفظ کو ہوتا ہی اور علماؤن نے بہی مراد اس سے علما ہی رکہی ہین کیونکہ امراء دو حالتون سے
خالی نہونگے یا تو اہل علم ہونگے تو اطاعت انکی اطاعت علما ہی اور اگر عالم نہون تو انپر لازم ہوگی اطاعت علماء کی
پس ہر دو طرق سے اطاعت علماء کی مراد نکلی اور فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون پس سوال
کرو تم اہل ذکر سے (یعنے عالمون سے) اگر ہو تم جاننے والے اور ومن یشاقق الرسول من بعد
ما تبین لہ الھدیٰ و یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی و نصلہ جہنم و ساءت مصیرا
اور اوس کسی نے جو خلاف کیا رسول علیہ السلام کا اور پیروی کی غیر رستے مؤمنون کے پہیر دینگے ہم اسکو طرف
اوسکی جو پہرا ہے یہ اور داخل کرینگے اُسکو جہنم مین اور بہت بُری ہے وہ جگہ پہرنے کی انتہیٰ کہا ہی
تفسیر مظہری مین کہ تحقیق انعقاد اجماع مرکب ہوا اسپر کہ باطل ہے وہ قول جو مخالف ان مذاہب اربعہ
سے ہو کیونکہ فرمایا ہے اللہ پاک نے ومن یشاقق الرسول الی آخرہ انتہیٰ تپس ان آیات سے یہ ثابت
ہوا کہ پیروی علماؤن کی واجب ہے۔ تو جب پیروی علماؤن کی واجب ہوئی تو ائمہ اربعہ کی بدرجہ اولےٰ واجب
ہوگی کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے والسابقون السابقون اولئک المقربون فی جنات النعیم
سابق بیچ حاصل کرنے فضائل اور کمالات کے سابق ہین بیچ جنت کے وہی لوگ نزدیک کیے گئے
ہین جنت نعیم مین اور یہ جو موبیضا فرماتے ہین کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کسکی تقلید واجب تہی اب
بہی اسکی تقلید واجب ہے۔ انہین جناب تقلید مجتہد کی غیر مجتہد پر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ مین اور بعد وفات کے بہی واجب تہی یعنے کرتے چلے آئے لیکن تعیین مذاہب اربعہ کی نہی
دوسری صدی تک تو علماء اہل سنت نے اجماع کیا بعد دوسری صدی کے الی یومنا ہذا اسپر کہ مذاہب
اربعہ حق ہین ساتہہ اس معنی کے کہ فرقہ ناجیہ و اہل سنت جماعت یہی ہے چنانچہ قال الطحطاوی
قال بعض المفسرین ان ھذہ الطائفۃ الناجیۃ المسماۃ باھل السنۃ والجماعۃ قد
اجتمعت الیوم فی المذاھب الاربعۃ ھم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون
ومن کان خارجا من ھذہ المذاھب الاربعۃ من ذلک الزمان فھو من اھل النار نحوہ

فی الشامی کہا ہے طحطاوی نے کہ کہا بعض مفسیرون نے تحقیق یہ طائفہ ناجیہ مسمات سانھہ اہل سنت وجماعت کے ہے تحقیق جمع ہوا ہے آجدن مذاہب اربعہ مین کہ وہ حنفی ومالکی وشافعی وحنبلی ہین اور جو کوئی خارج ہو ان مذاہب اربعہ سے اس زمانہ مین پس وہ اہل نار سے ہے اور مثل اس کی شامی مین بہی ہے انتہے قال فی الاشباہ قال ابن الھمام فی التحریر ان الاجماع انعقد علی عدم العمل بمذہب مخالف للائمۃ الاربعۃ کہا ہے اشباہ مین کہ کہا ہے ابن ہمام نے تحریر مین تحقیق اجماع ہوا اسپر کہ نہ عمل کیا جاوے مخالف ایمہ اربعہ کے انتہے اور اسپر بہی اجماع ہو چکا ہے دوسری صدی مین کہ ان مذاہب اربعہ مین سے ایک کی تقلید کرنی چاہئے نہ یہ کہ کسی مسئلہ مین ایک کی اور کسی مین دوسرے کی چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث انصاف فی بیان سبب اختلاف مین فرماتے ہین کہ تحقیق جانو کہ آدمی اول نہ تہے بیچ صدی دوسری کے اجماع کرنیوالے اوپر تقلید مذہب معین بعینہ کے اور بعد دوسری صدی کے ظاہر ہوا ان مین پکڑنا مذہب مجتہدین معینین کا اور تہوڑے تہے کہ نہ اعتماد کرتے تہے اوپر مذہب مجتہد معین کے اور یہی تہا واجب اس زمانہ مین حاصل کلام یہ کہ تقلید کرنا مذہب مجتہدین کا ایک سر ہے کہ الہام کیا اسکو اللہ پاک نے عالمو نپر اور اکٹہہ کیا انکو اسپر اسطرح سے کہ جانین یا نہ جانین پس اگر کہی تو کہ کیونکر ہو گا یہ کہ ایک چیز نہ واجب ہو ایک زمانہ مین اور واجب ہو دوسرے زمانے مین باوجودیکہ تحقیق شرع ایک ہے پس نہین قول تیرا کہ نہی اقتدا سانہہ مجتہد مستقل کے بعینہ واجب پہر ہو گئی واجب مگر قول متناقض متہافت کہتا ہون مین کہ واجب اصل یہہ ہے کہ ہو امت مین وہ شخص کہ پہچانے احکام فرعیہ کو اسکے دلائل تفصیلیہ سے اجماع کیا اسپر اہل حق نے اور مقدمہ واجب کا واجب ہوتا ہے پس جبکہ ہون واسطے واجب کے راستے بہت متعدد تو واجب ہے حاصل کرنا ایک راستے کا ان راستون سے بغیر تعیین کے اور جب متعین ہو جاوے واسطے اسکے ایک راستہ تو واجب ہو گا وہ راستہ خصوصاً (مثال اول) جیسا کہ ایک آدمی ہو سخت بہوکہ مین تو خوف کرتا ہے اس سے مرنیکا اور اگر ہون واسطے دفع بہوکہ کے کئی راستے مانند کہانے اور چن لینے میوونکے جنگل سے اور شکار کرنے اس چیز کے کہ قوت بناوے اسکو واجب ہے حاصل کرنا

ایسی چیز کا ان راستون سے بلا تعیین اور جبکہ ہوا ایسے مکان مین کہ نہین ہے وہان شکار اور میوہ واجب ہے اسپر خرچ کرنا مال کا بیچ خرید غلہ کے کہانے کے اور اسیطرح تہے واسطے سلف کے راستے بہت مختلف واسطے حاصل کرنے اس واجب کے اور تہا وجوب حاصل کرنا ایک راستے کا ان راستون سے بلا تعیین پہر بند ہو گئے وہ راستے مگر ایک راستہ تو واجب ہوا حاصل کرنا اس راستے کا بالخصوص (مثال دوم) اور سلف نہین لکہتے تہے حدیث کو پہر ہو گیا لکہنا حدیث کا اس زمانہ مین واجب اسواسطے کہ روایت حدیث کا راستہ نہین اس زمانہ مین مگر پہچاننا ان کتابونکا (مثال سوم) اور سلف نہین مشغول ہوتے تہے سانہہ نحو اور لغت کے اور نہی زبان انکی عربی نہین محتاج ہوتے تہے طرف ان فنونکے پہر ہو گیا اس زمانہ مین پہچاننا لغت عربی کا واجب بسبب بعد زمانے کے عرب اول سے اور گواہ اسکے از حد بہت ہین اور اسپر لائق ہے کہ قیاس کیجاوے تقلید امام معین کی پورا ہوا کلام شاہ ولی اللہ کا مخلصاً انتہے قال الغزالی فی الاحیاء العلوم لم یذہب احد من المحصلین الی ان الذی ادی اجتہادہ فی التقلید الی شخص راٰہ افضل العلماء ان یأخذ بمذہب غیرہ بل علی کل مقلد اتباع من قلدہ فی کل تفصیل ومخالفۃ لمن قلدہ منفق علی کونہ منکرا بین المحصلین کہا امام غزالی نے احیاء العلوم مین کہ نہین گیا ایک کوئی علماؤن سے طرف اسکے کہ تحقیق جو شخص کہ پہونچا ہو فکر اسکا بیچ تقلید ایک شخص کے کہ سمجہتا تہا اسکو بہتر علماؤن سے کہ عمل کرے سانہہ غیر اسکے بلکہ واجب ہے اوپر ہر مقلد کے پیروی کرنی اسکی کہ جسکی تقلید کی ہو ہر مسئلہ مین اور مخالفت کرنی مقلد کی امام اپنے سے باتفاق علماؤنکے بری ہے انتہے وقال امام الحرمین فی کتاب المغیث لا یجوز للعامی ان ینتحل فی بعض المسائل مذہب الشافعی وفی بعضہا مذہب ابی حنیفۃ بل یجب علیہ حتما ان یعین مذہبا من المذاہب اما مذہب الشافعی فی جمیع الوقائع والفروع واما مذہب مالک او اما مذہب ابی حنیفۃ او غیرہم اور کہا ہے امام الحرمین نے کتاب المغیث مین کہ نہین جائز واسطے عامی کے یہہ کہ اختیار کرے مذہب شافعی کو بعضے مسئلونمین اور مذہب ابی حنیفہ کا بعضونمین بلکہ واجب ہے اسپر لازماً یہ کہ معین کرے اوپر اپنے ایک مذہب کو مذاہب اربعہ مین سے

یا تو مذہب امام شافعی کا اختیار کریں سب وقایع اور فروع مین یا مذہب امام مالک کا یا مذہب امام ابوحنیفہ
کا یا مذہب غیر کا (یعنی امام احمد حنبل کا) انتہے جب یہ ثابت ہوگیا کہ مذاہب اربعہ حق ہین مخالفت انکی نہ
کیجاوے بلکہ ایک مذہب مذاہب اربعہ مین سے اختیار کرنا واجب ہے کیونکہ اسپر اجماع ہو چکا تو اب ہمکو چاہیئے کہ اس شخص کا
مذہب اختیار کرین جو قریب زمانہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہو اب خلفاء راشدین اور باقی صحابہ سے
کسی کا مذہب مدون یا کتاب مدون نہین رہی کہ ہم لاحقین کی کتابین اور مذہب ترک کرکے صرف اونکی
مذہب مدونہ کے تابع بنجاوین اور جو بعد اصحابہ کے لوگ ہین انکی حق مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس حدیث
مین فرماتے ہین جو عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے قال خطبنا عمر بالجابیۃ فقال ایھا الناس انی قمت
فیکم کما قام علیہ السلام فینا فقال اوصیکم باصحابی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یفشے
الکذب رواہ الترمذی کہا خطبہ پڑہا حضرت عمرؓ نے بیچ جابیہ کے پس کہا اے لوگو تحقیق مین کہڑا ہو بیچ
تمہارے مانند کہڑی ہونے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بیچ ہمارے پس فرمایا آپنے وصیت کرتا ہون مین تمکو واسطے صحابہ
کے پہر واسطے انکی جو پیچہے آوین انکے پہر جو پیچہے آوین انکے پہر پہیلے کا جہوٹھ انتہے اس مضمون سے تابعین
اور تبع تابعین صحابہ کرام کے ساتہہ مشہود بالخیر ہوئے مگر ساتہہ فرق کے نہ بالمساوات اسلئے کہ لفظ ثم
کا تصریح کرتا ہے اسپر کہ اول تابعداری صحابہ کی واجب ہے اگر انکا مذہب مدون کسیکو نہ ملے یا انسے ملاقی نہوا ہو
تب تابعین مین سے کسی کی ملاقات پاوے یا مذہب مدون پاوے* تب تبع تابعین کی تابعداری کرے خواہ ملاقات
سے دین سیکہے یا اونکی مذہب مدون سے جو تواتر کے ساتہہ اوس تک پہونچا ہو اس سے لیوے اب صحابہ کرام کسیکا
مذہب مدون نہین رہا اگرچہ صحابہ کے مذہب تہے مگر نہ تو تدوین ہوئے اور نہ ہم تک پہونچے اور تابعین مین سے
اب بغیر امام اعظم کے اور کسی تابعی کا مذہب اہل زمانہ کے ہاتہہ مین نہین اگرچہ بہت تابعین کے مذہب
مدون ہوئے اور انکی مذہب پر لوگ بہی چلنے لگے مگر کل کے کل ہی مندرس اور مفقود ہوگئے اب امام ابوحنیفہ
کا مذہب مدون ہوکر بطریقہ تواتر ہم تک پہونچگیا ہے اسکے ہوتے ہوئے تبع تابعین کے مذہب پر چلنا راجح کو
چہوڑ کر مرجوح کو پکڑتا ہے اسلئے کہ تبع تابعین مین سے بغیر امام مالک اور امام شافعی کے اور کسیکا مذہب

* [margin note:] تو شخص صحابہ اور اکثر تابعین مین سے کسی کی وفات ... وفات پا گئے ... مذہب مدون
بسبب اندراس کے میسر ہو تو

مدون اور کتاب نہین رہی اور اللہ تعالی یہی فرماتا ہے وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ
فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ عن انس ابن مالک عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم امتی علی خمس طبقات فاربعون
سنۃ اہل بر وتقوی ثم الذین یلونھم الی عشرین ومائۃ اہل تواصل وتراحم ثم الذین یلونھم الی
ستین ومائتۃ اہل تدابر وتقاطع ثم الھرج والمرج رواہ ابن ماجۃ انس ابن مالک حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ امت میری پانچ درجہ پر ہے چالیس برس تک صاحب نیکی اور تقوی کے پہر بعد
انکی ایکسو بیس برس تک صاحب تواصل اور تراحم کے اور پہر بعد انکی ایکسو ساتہہ برس تک صاحب تدابر اور تقاطع کے پہر واقع
ہوگا ہرج اور مرج واضح ہو کہ ولادت امام اعظم کی سنہ ۸۰ ہجری مین ہوئی اور وفات ۱۵۰ مین عمر شریف آپ کی
ستر برس کی ہوئی جب آنحضرت کے انتقال کے بعد امام صاحب کی ولادت کا اندازہ کیا جاوے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی
وفات شریف سنہ ۱۱ ہجری کو ہوئی تو اس حساب سے ولادت امام صاحب کی جناب رسول علیہ السلام سے ایک کم ستر برس ۶۹ بعد واقع
ہوئی تو کچہہ عمر امام صاحب کی ابتدا طبقہ ثانیہ مین جو اہل بر و تقوی کے ہین گذری اور کچہہ طبقہ ثالثہ مین جو اہل تراحم اور
تواصل کے ہین گذار کر اوسی طبقہ کے قرن کے راس پر وفات پائی جو ۱۵۰ ہی چنانچہ ابن حجر شافعی محدث نے خیرات الحسان
مین لکہا ہے قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم زینۃ الدنیا ترفع سنۃ مائۃ وخمسین فرمایا حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے کہ زینت دنیا کی اوٹہائی جاوے گی بیچ ۱۵۰ کے انتہے ابن حجرؒ کہتا ہے کہ یہ حدیث پیشین گوئی ہے حضرت کی
امام صاحب کی مدح مین کیونکہ وہ زینت دنیا کی ہین جو انتقال کر گئے اس سنہ مین اور نیز فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے لوکان الدین عند الثریا لذھب بہ رجل من ابناء فارس حتے تتناولہ رواہ مسلم قال
(پروین)
السیوطی فی تبییض الصحیفۃ فی مناقب ابی حنیفۃ رحمہ اللہ فھذا اصل صحیح یعتمد علیہ فی البشارۃ
والفضیلۃ لابی حنیفۃ ذکرہ فی الطحطاوی اگر ہوتا دین نزدیک ثریا کی البتہ لیجاتا اسکو ایک شخص ابنائے
فارس سے تاکہ پالیتا اسکو روایت کیا اسکو مسلم نے اور کہا ہے جلال الدین سیوطی نے تبییض صحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ رض
مین پس یہ حدیث دلیل صحیح ہے اعتماد کیا جاتا ہے اسپر کہ یہ بشارت اور فضیلت ابی حنیفہ رض مین ہے عن ابی ہریرۃ رض
قال کنا جلوسا عند النبی صلے اللہ علیہ وسلم فانزلت علیہ سورۃ الجمعۃ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم

قال فقلت من هم یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فلم یراجعہ حتی سئل ثلاثا وفینا سلمان الفارسی
فوضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہ علے سلمان ثم قال لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال
او رجل من ھؤلاء رواہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی ابی ہریرہؓ سے روایت ہی کہا کہ تہی ہم بیٹہے ہوے نزدیک
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پس نازل کیگئی اوپر آپ کے سورۃ جمعہ (یعنی حضرتؐ نے پڑہی تا کہ یہان تک پہونچے کہ
بہیجا ہمنے رسول علیہ السلام کو کہ تعلیم کرے) اور آخرین کو انسے جو نہین ملے انسے (یعنی انکو بہی کتاب اور
حکمت تعلیم کری) کہا سوال کیا مینے کہ کون ہین یہ آخرین یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پس جواب ندیا حضرتؐ
نے اسکا تا آنکہ سوال کیا مینے تین دفعہ اور تہا سلمان فارسی بیچ ہمارے پس رکہا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتہہ کو
اوپر سلمان کی پہر فرمایا کہ اگر ہو ایمان نزدیک ثریا کے البتہ پا لینگے اُسکو اشخاص یا ایک شخص انسے (یعنی اشارہ طرف
سلمان فارسی کے کیا) انتہے اور کہا ہی ابن حجر نے خیرات الحسان مین کہ یہہ حدیث شیخین کی دلیل صحیح ہی کہ اعتماد
کیا جاتا ہی اسپر کہ بشارت اور فضیلت ابی حنیفہ مین ہی انتہے لو مولویصاحب ہمنے اپنے امام اعظم صاحب رح کی فضیلت
مین دو گواہ محدث مفسر شافعی المذہب پیش کئے ہین جو وہ آیت اور حدیث سے فضیلت امام ابو حنیفہؒ کی ثابت
کررہے ہین اور شرعاً واسطے اثبات شے کے دو گواہ عادل کافی ہوتے ہین یہہ شافعی المذہب گواہ اسواسطے پیش کئے
اور حنفی پیش نہین کئے کہ شاید آپ کہین کہ یہ گواہ اپنے مذہب کی تائید کررہے ہین آور لیجئے در مختار و طحطاوی
اور شامی مین نقل ساتہہ سند صحیح کے امام شافعیؒ سے ہی کہ فرمایا۔ **شعر**

علے فقہہ الامام ابی حنیفہؒ	بان الناس فے فقہہ عیال
علے من رد قول ابی حنیفہؒ	فلعنۃ ربنا اعداد رمل

یعنی تحقیق لوگ جو ہین فقہ مین عیال مین ابی حنیفہؒ کے (جیسے عیال محتاج ہوتی ہی طرف گہر کے مالک کے
ویسا ہی مسلمان لوگ محتاج ہین طرف مسائل ابو حنیفہؒ کے پس لعنت ہو ہمارے رب کی بحساب ریگ کے اوپر اوسکے
جو رد کرے قول امام ابو حنیفہ کو طحطاوی مین لکہا ہی کہ مراد رد سے یہ ہی کہ حقیر جانے اور منکر اس سے ہو کہ اوسمین
یعنی ابو حنیفہؓ مین قوت اجتہاد کی نہ تہی انتہے اور شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین مین لکہتے ہین کہ جب مین

مدینہ منورہ کو گیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ حاصل ہوا تو مینے سوال کیا کہ مذہب ابو حنیفہؒ کا
کیسا ہی فرمایا کہ مذہب اسکا مطابق ہی ساتہہ سنت مدونہ کے انتہے اور انیس الارواح مین قطب الاقطاب
خواجہ عثمان ہارونی لکہتے ہین کہ امام اعظمؒ چون در مدینہ رسیدے حال بروضہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم رسید سلام
کرد گفت کہ السّلام علیک یا سید المرسلین آواز برآمد علیک السّلام یا امام المسلمین انتہی
امام شعرانی میزان مین لکہتے ہین کہ سنا مینے اپنے سید سے کہ علی الخواص سے کہا کہ دلائل امام ابو حنیفہؓ کے باریک
ہوتے ہین انپر واقف نہین ہوتے ہین مگر بڑے بڑے اولیاء اور تہا ابو حنیفہ کہ وضو کے مستعمل پانی کو جب دیکہتا تہا تو
گناہ اس متوضی کے پہچان لیتا تہا اسیواسطے مستعمل پانی کے اسنے تین درجے قرار دئے **ایک** نجاست غلیظ اس
احتمال پر کہ جو متوضی کہ مرتکب گناہ کبیرہ کا ہو پس پانی مستعمل اسکا نجاست غلیظہ ہے **دوم** نجاست خفیف
اس احتمال پر کہ متوضی نے گناہ صغیرہ کیا ہو **سوم** پاک ہے اور پاک کرنیوالا نہین اس احتمال پر کہ متوضی سے
خلاف اولی صادر ہوا ہی انتہے کہاں ہے رد مختار مین کہ ذکر کیا ہے ذہبی وغیرہ نے امام اعظم صاحب کو حفاظون کے
طبقات مین انتہیٰ اور شرح الشرح مین لکہا ہی کہ حافظ اصطلاح محدثین مین اُسکو کہتے ہین کہ احاطہ کیا ہو
اسکے علم نے ایک لاکہہ حدیث کو یا تین لاکہہ کو (یعنی اُسکو یاد ہون) **اب** انصاف کے ساتہہ مولویصاحب آپ
ہی فرماوین کہ تقلید ایسے شخص کی کیجاوے یا اسکی جسکو مشکوۃ شریف کا ترجمہ بہی اچہی طرح نہ آتا ہو **فائدہ**
واضح ہو کہ امام ابو حنیفہؒ نے جس احادیث کے ساتہہ استدلال کی ہی وہ سب کی سب صحیح ہین اگر کچہہ خدشہ واقع مین
واقع ہوا ہی تو بعد امام صاحب کے ہوا ہی چنانچہ مرقات مین لکہا ہی الغالب ان الضعف انما نشأ فی رجال السند بعد
المجتہد انتہے اور جس حدیث مین آپکو کچہہ خدشہ معلوم ہوا تہا اسکو ترک کردیا اور میزان کبری مین ہی کہ تحقیق وہ چیز
جسکو پکڑا امام صاحبؒ نے واسطے ہونے دلیل مذہب اپنے کے لیا ہی اسکو برگزیدہ تابعینون عادلون ثقاتون سے کہ وے خیر القرون
مین داخل ہین بشہادت حضرت کے مانند اسود و علقمہ و عطا و عکرمہ و مکحول و مجاہد و حسن اور امثال انکی پس روات
جو درمیان ابو حنیفہؒ و حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہین وہ سب عدول ثقات اعلام اخیار ہین نہ کوئی انمین کذاب
اور نہ متہم بکذب ہے اور جو ضعف کہ امام صاحب کی دلیل مین واقع ہوا ہی وہ بنظر ان راویوں کے ہی جو بعد آپکی وفات کے

حدیث کی سند مین آئی ہین **حکایت** ایک غیر مقلد کسی مولویصاحب کے پاس آیا اور کہا کہ تم تقلید شخصی کو واجب جانتے ہو اور پیری ایک کی ائمہ اربعہ مین سے شرعاً مذموم ہے کیونکہ اسپر خدا اور رسول کیطرف سے کوئی دلیل نہین بلکہ انسان پر واجب ہے کہ جو حدیث پاوے اسپر عمل کرے اوس مولوی نے کہا کہ یہ اعتراض تو تمپر بھی عائد ہوتا ہے اس طرح کہ مثلاً اگر ایک حدیث صحیحین کی معارض ہو جاوے ساتھ حدیث صحیح ابن حبان یا خزیمہ یا ترمذی کے یا معارض ہو جاوے حدیث بخاری ساتھ مسلم کے تو پس عمل تمہارا اوپر صحیحین کے ہوتا ہے صورت اول مین اور صورت ثانیہ مین بخاری پر ہمیشہ اور اسپر تمہارے پاس خدا اور رسول کیطرف سے کوئی بھی دلیل نہین کہ وقت معارضہ کے فلانی مقدم ہے اوپر فلانی کے تو ساتھ اس عمل تمہارے کے ترک ہوئی صحیح حدیث ابن حبان یا خزیمہ یا ترمذی کی صورت اول مین اور صورت ثانیہ مین مسلم کی صحیح حدیث ترک ہوئی تب غیر مقلد نے کہا کہ بخاری و مسلم ائمہ مین سے تھے اور انکو حدیث کا کامل علم تھا بہ نسبت اوروں کے اس لئے صورت اول مین ہم اسکو مقدم جانتے ہین اور صورت ثانیہ مین اسواسطے بخاری کو مقدم کرتے ہین کہ وہ زیادہ ماہر تھا مسلم سے علم حدیث مین اور علماؤن نے اجماع کیا ہے اوپر تقدیم بخاری کے دونون صورتون مین مولویصاحب نے کہا کہ یہ دلیل تو بعینہ ہمارے لئے ہوئی کہ ائمہ اربعہ امامان دین و اکابران علماء تھے اور انکی تقلید پر اجماع بھی ہو اہے غیر مقلد نے کہا کہ کس کتاب مین ہے کہ اسپر اجماع ہوا ہے تو مولویصاحب نے چار کتابین معتبر یعنی طحطاوی و کتاب المغیث و انصافی بیان سبب اختلاف اور اشباہ و نظائر اسکو دکھائین ان کو دیکھکر غیر مقلد نے کہا کہ مین انصافاً کہتا ہون کہ کچھ کچھ میرا اطمینان ہو گیا لیکن یہ بتائے کہ آپ مقلدین بعض جگہ حدیث صحیح کو ترک کر کے عمل امام کی رائے پر کرتے ہین اور یہ شرعاً برا ہے پھر مولویصاحب نے کہا کہ کوئی کتاب حدیث کی تمہاری نظر سے گذری ہے کہا ہان صحاح ستہ کو مینے اچھی طرح دیکھا ہے تب مولویصاحب نے الفیہ اور شرح نخبہ اسکے ہاتھ مین دیکر کہا کہ دیکھو امام بخاری حدیث عنعنہ کو متصل نہین کہتے جبتک کہ اجتماع راوی اور مروی عنہ معلوم نہو پس ساتھ مقرر کرنے اس شرط کے امام بخاری نے رد کین بہت حدیثین صحیح کہ جو مسلم وغیرہ مین ہین کیونکہ اسکی شرط کے موافق نہ تھین اور یہ شرط امام بخاری کی خدا اور رسول کیجانب سے نہین بلکہ امام بخاری نے اپنی طرف سے مقرر کر رکھی ہے اسلئے امام مسلم نے اپنے دیباچہ مین امام بخاری کو کہا کہ وہ علم حدیث کا نہ رکھتا تھا اور الفاظ قبیحہ امام بخاری کے

حقمین اسکی قلم سے صادر ہوئے پس تم امام بخاری اور اوسکے مقلدون کو کہہ سکتے ہو کہ یہ قول انکا مذموم ہے اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثین اپنی رائے سے رد کی ہین اور نیز پہلے محدثون نے یہہ شرط کہی ہے کہ **عنعن بن لقی و لخذ** بھی ہو پس رد کیا اونہون نے احادیث بخاری و مسلم کو جو ساتھ اس شرط کے نہین ہین پس تم کہہ سکتے ہو انکے حقمین کہ رد کیا اونہون نے حدیث صحاح کو اپنی رائے سے کیونکہ یہ شرائط مقررہ انکی خدا و رسول کیجانب سے نہین تو غیر مقلد نے کہا کہ وہ حدیثین جو کہ ان محدثون نے رد کی ہین ساتھ اس اعتبار کے کہ ثبوت انکی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک نہین ہے یا اسوجہ سے کہ انکو ساتھ انکی شرطونکے نہین ملین تو مولویصاحب نے کہا کہ یہی حال بعینہ ائمہ اربعہ کا ہے کہ اونہون نے حدیث کو ترک نہین کیا قصداً بلکہ جسمین کچھ خدشہ انکو معلوم ہوا تھا یا انکے مذہب کے قاعدہ کے موافق نہ تھی یاسکو ترک کردیا غیر مقلد نے کہا اب میرا اطمینان ہو گیا فقط **مولانا صاحب** اگر تقلید شخصی کے بارہ مین آپ اس سے زیادہ دیکھنا چاہین تو ہمارے مولانا و سیدنا سید پیر علیشاہ صاحب کا رسالہ عذاب المجید فی ترک التقلید کو ملاحظہ فرماوین تاکہ آپکا ہوش بجا ہو جاوے۔

سوال ششم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وتر مین رفع یدین کرنا

جواب قنوت ایک دعا ہے جو وتر مین پڑھی جاتی ہے اور دعا مین مطلق رفع یدین کرنا حدیثون سے ثابت ہے چنانچہ اسکیلئے صحاح مین حدیثین بکثرت موجود ہین مگر بخوف طوالت ترک کر کے کچھ نقل کیجاتی ہین عن عائشۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم رفع یدیہ فی دعائہ لاھل البقیع رواہ مسلم لی ابی عائشہ سے روایت ہے کہ تحقیق حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوٹھائے ہاتھ دعا مین واسطے اہل بقیع کے انتہےٰ عن ابن عمر مرفوعاً انہ رفع یدیہ فی دعائہ یوم بدر رواہ مسلم ابن عمر سے مرفوعاً روایت ہے کہ تحقیق حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوٹھائے ہاتھ دعا مین بدر کے روز انتہیٰ عن انس انہ رفعہما عند دعائہ لابی موسی الاشعری رواہ الشیخان انس سے روایت ہے کہ تحقیق اوٹھائے ہاتھ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وقت دعا کے جو ابی موسی الاشعری کیلئے کی تھی انتہیٰ اور جو کہ حضرت نے نماز مین رفع یدین کیا ہو قنوت کے وہ بھی صحیح حدیثون سے ثابت ہے جیسا کہ عن انس فلقد رأیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کلما

صلے الغداۃ رفع یدیہ یدعوا علیہم رواہ البیہقی قال العراقی سندہ جید انسؓ سے روایت
ہے پس البتہ دیکھا مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جسوقت کہ پڑھتے تھے نماز فجر کی اوٹھاتے تھے ہاتھ اور بددعا
کرتے تھے قاتلان قرّاؤں پر روایت کیا اسکو بیہقی نے کہا عراقی نے کہ سند اسکی جید ہے انتہی اور حضرت عمرؓ سے
بھی بیہقی نے ساتھ سند صحیح کے روایت کی ہے مثل روایت انسؓ کے انتہے اور وتروںمیں رفع یدین کرنیکی حدیثیں
موجود ہیں جو بطور نمونہ خروار لکھی جاتی ہیں اگر در خانہ کس است حرفے بس است عن عبد اللہ انہ کان یقرأ فی آخر
رکعت من الوتر قل ھو اللہ احد ثم یرفع یدیہ فیقنت قبل الرکعۃ رواہ البخاری فی جزءہ واسنادہ
صحیح عبد اللہؓ سے روایت ہے تحقیق وہ پڑھتے تھے آخر رکعت وتر میں قل ہو اللہ احد پھر اوٹھاتے تھے اپنے ہاتھ پس قنوت
پڑھتے تھے پہلے رکوع کرنے سے روایت کیا اسکو بخاری نے اور اسناد اسکی صحیح ہے انتہے عن ابراھیم النخعی قال ترفع
الایدی فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوۃ وفی التکبیر للقنوت فی الوتر رواہ الطحاوی واسنادہ صحیح ابراہیم نخعی سے
روایت ہے کہا اوٹھائے جاویں ہاتھ سات مقاموں میں بیچ شروع نماز کے اور بیچ قنوت وتروںمیں روایت کیا اسکو طحاوی نے
اور اسناد اسکی صحیح ہے انتہے یہاں مولویصاحب فرماتے ہیں کہ یہ حدیث طحاوی میں کسجگہ ہے بے تحریر کرو مولوی جی معلوم ہوا
کہ آپ بھی زبانی محدث بنے بیٹھے ہیں فقہ سے تو از روئے تعصب کے محروم ہیں اور حدیث شریف سے از روئے نخوت کے کیونکہ
طحاوی سے ایک حدیث کا پتہ نہ لگا سکے باب الوتر ہی کو دیکھتے دیکھتے رہ گئے آخر کو یہ لکھدیا کہ یہ حدیث طحاوی میں کسجگہ
ہے اگر آپکو سوائے کتابوں کے نامونکے اور کچھ نہ آتا تھا تو اپنے اوستادوں ہی سے دریافت کر لیتے اب ہم دوبارہ لکھتے ہیں کہ یہ حدیث
طحاوی میں ہے اگر اب بھی آپکو نہ ملے تو پھر ہم بحوالہ صفحہ وسطر تحریر کرینگے عن ابی عثمان قال کنا وعمرؓ یؤم الناس ثم
یقنت بنا عند الرکوع یرفع یدیہ حتی یبدو کفاہ ویخرج ضبعیہ رواہ البخاری فی جزءہ واسنادہ صحیح
ابی عثمانؓ سے روایت ہے کہا تھے ہم اور عمرؓ جو امامت کراتے تھے لوگوں کی پھر قنوت پڑھتے تھے ساتھ ہمارے وقت رکوع کے اور
اوٹھاتے تھے اپنے ہاتھوں کو تاکہ ظاہر ہو جاتی تھیں دونوں ہتھیلیں اونکی اور خارج کیا کرتے تھے دونوں بازوؤں کو
روایت کیا اسکو بخاری نے اور اسناد اسکی صحیح ہے وعنہ قال عمرؓ یرفع یدیہ فی القنوت رواہ البخاری فی
جزءہ واسنادہ حسن اور اسی سے روایت ہے کہا کہ عمرؓ اوٹھاتے تھے دونوں ہاتھوں کو قنوت میں روایت کیا اسکو بخاری نے

اور اسناد اسکی حسن ہے عن ابن مسعودؓ وابی ھریرۃؓ انہما رفع یدیہ فی قنوت الوتر رواہ البیہقی فی
المعرفۃ ابن مسعودؓ وابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ یہ دونوں اوٹھاتے تھے ہاتھوں کو قنوت میں روایت کیا اسکو بیہقی نے
معرفۃ میں انتہے اور نور الھدایہ میں ہے کہ روایت کیا ابن ابی شیبہؓ نے ساتھ سند صحیح کے عبد اللہ سے کہ وہ اوٹھاتے
تھے ہاتھ اپنے وقت قنوت کے وتروںمیں انتہے کہا ہے سادۃ المتقین میں کہ روایت کیا ہے ابن منذر اور
بیہقی نے ابن مسعودؓ اور ابی ہریرہؓ سے اوٹھانا ہاتھوں کا وتروںمیں وقت قنوت کے اور اسیطرح حضرت علیؓ سے بھی ہے کہ
اوٹھاتے تھے ہاتھ وقت قنوت کے انتہے قال النخعیؒ وقل ھو اللہ احد ثم تقول اللہ اکبر وترفع یدیک
قلیلا الخ رواہ محمد فی کتاب الحجج کہا نخعیؒ نے کہ کہہ قل ہو اللہ احد پھر کہہ تو اللہ اکبر اور اوٹھا تو ہاتھوں کو تھوڑا اسا روایت
کیا اسکو امام محمدؒ نے کتاب الحجج میں لو مولویصاحب رفع یدین وتروںمیں اور نماز میں اور مطلق دعا میں ہم نے ثابت
کردیا اور یہ رفع یدین وتروںمیں کرنا بعض صحابہ کا صریحًا فعل ہے اور بعض کا سکوت اور اسکو اصولی لوگ
اجماع سکوتی کہتے ہیں اور اجماع سکوتی کو قوت مثل قوت حدیث مشہور کے ہوتی ہے اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک
یہ حجت ہے چنانچہ لمعات میں آیا ہے ومن مذھب ابی حنیفۃؒ وجوب تقلید الصحابی فیما قال اور نزدیک ہمارے
امام صاحب کے واجب ہونا تقلید صحابی کا ہے اوس چیز میں کہ کہا ہو اونہوں نے انتہے اور اتقانی میں لکھا ہے
اعلم ان تقلید الصحابی واجب یعنی جان تو کہ تحقیق تقلید صحابی کی واجب ہے انتہے اور فعل خلفاء الراشدین
کا ہوتا ہے وہ بعینہ سنت نبوی ہوتا ہے چنانچہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فعلیکم بسنتی وسنت خلفاء
الراشدین من بعدی رواہ احمدؒ وابو داؤدؒ والترمذیؒ وابن ماجہؒ کہ پس اوپر تمہارے ہے لازم پکڑنا سنت
میری کا اور سنت خلفاء الراشدین کا بعد میرے روایت کیا اسکو احمدؒ وابو داؤدؒ وترمذیؒ اور ابن ماجہؒ اور فرمایا
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم اصحاب میرے مثل ستاروں کے ہیں
راہ دکھانیوالے جسکے ساتھ اقتدا کروگے تو راہ پاؤگے انتہے اگر ہم قطع نظر کریں کہ یہ حدیثیں مرفوع نہیں تو ہمارے لئے
ایک صحابی کا قول بھی دلیل صحیح ہے حالانکہ ان احادیث مذکورہ بالا میں دو اصحاب خلفاء الراشدین میں سے ہیں
یعنی ایک حضرت عمرؓ بن الخطاب دوسرا علیؓ ابن ابی طالب انکے فعل کو ہم سنت نبوی جانتے ہیں جب مولوی صاحب

آپکی پاس کوئی حدیث صحیح جو نافی ہو رفع یدین وتر کی بارہ مین موجود ہی ہرگز نہین آپکو مناسب تہا کہ اول
وہ حدیث جس سے رفع یدین وترونکی نفی ثابت ہوتی پیدا کر لیتی پہر فقہاؤنپر اعتراض کرتی تو بجا ہوتا مگر آپنے بغیر
سوچے سمجہے متعصبانہ خیال سے اعتراض کر دیا اور اپنے گہر کی خبر نہ لی اگر آپ حدیث مرفوع صحیح مفسر نفی رفع یدین وتر کی
بارہ مین پیش کرینگی تو بجائے پندرہ کی تئیس کے مستحق ہونگے ورنہ توبہ استغفار پڑہکر اچہی خاصے منفعل بنجاوین۔

سوال ہفتم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جلسہ استراحت نہ کرنا۔

جواب۔ جلسہ استراحت اول رکعت کی دوسرے سجدہ کے اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدہ کی بعد تہوڑی سی دیر بیٹہکر اٹہنے
کو کہتی ہین اور یہ نزدیک امام ابو حنیفہؒ وامام مالکؒ اور امام احمدؒ کی مکروہ ہی اور امام شافعیؒ بہی ایک روایت مین ساتہہ
انکی شامل ہین اور ان ہر سہ ائمہ کیلئی یہ دلائل ہین عن ابی ہریرۃؓ قال کان النبي صلے اللہ علیہ وسلم ینہض فی
الصلوۃ علی صدور قدمیہ رواہ الترمذی وقال علیہ العمل عند اہل العلم ونحوہ فی البیہقی ابی ہریرہؓ
سے روایت ہی کہا کہ تہی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ اٹہتی تہی نماز مین اوپر سینے قدمونکی روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا کہ
اوپر اسکی عمل ہے نزدیک اہل علمونکی مولوی صاحب نی مغالطہ دینی کیلئی ولا تقربوا الصلوۃ کی چال چلکر یہ لکہدیا
کہ اس حدیث مین خالد ابن ایاس ضعیف ہے نزدیک اہل حدیث کے اور قول ابو عیسی کا جو بعد اس حدیث کے اسنے لکہا ہے
وقال علیہ العمل عند اہل العلم کو چہوڑ دیا اور ضعف راوی لکہدیا یہہ نہ سوچے کہ اگر راوی کے ضعف ہونے سی حدیث
فی الواقع ضعیف ہوتی تو صاحب ترمذی کیون فرماتے وعلیہ العمل تو اس قول سے پایا گیا کہ اصل حدیث کی صحت مین کوئی
شک نہین اگرچہ اس خصوص طریقہ مین نقصان ہو اور اسیطرح کئی جگہ مین ترمذی نے کہا ہی کہ فلان راوی یا حدیث ضعیف
ہی اور بعد اسکی لکہا ہی کہ اکثر اہل علم کا عمل اسی پر ہے پس معلوم ہوا کہ وہ ضعف طریق خاص سے ہے نہ اصل حدیث مین
اور قوۃ القلوب مین لکہا ہی کہ حدیثین صحیح کبہی ساتہہ اسنادون ضعیف کے بہی آتی ہین چنانچہ جو بخاری کا ماہر ہے
اسپر پوشیدہ نہین کہ کبہی امام بخاری حدیث ضعیف کو لاتا ہی اور وہ فی الواقع صحیح ہوتی ہی بسبب عمل اکثر علماؤن کے
اور سادۃ المتقین مین لکہا ہی کہ فقول الترمذی کذلک کو دلیل علی قوۃ اصل الحدیث وان ضعف من
ہذا الطریق ونحوہ فی فتح القدیر اور یہی بحث حدیث ہمارے لئی دلیل نہین بلکہ اور بہی بہت حدیثین ہین چنانچہ عن النبي

صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یصلی فاذا کان فی وتر من صلوتہ فقام ولم یتورک رواہ ابوداود والطحاوی
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ تحقیق تہی جو نماز پڑہتی تہی پس جب ہوتے اول وسویم رکعت مین پس کہڑے ہوتے
اور تورک (یعنی جلسہ استراحت) نکرتے تہی انتہی وروی ابن المنذر من حدیث نعمان ابن عیاش قال
ادرکت غیر واحد من اصحاب النبي صلے اللہ علیہ وسلم فکان اذا رفع راسہ من السجدۃ فی اول رکعۃ وفی الثالثۃ قام
کما ہو ولم یجلس روایت کی ہی ابن منذر نے اپنی مصنف مین حدیث نعمان ابن عیاش سے کہا کہ پایا مینے حضرت کی بہت
اصحابونکو پس تہا ہر ایک انکا کہ جب اٹہاتا تہا سر اپنی کو سجدہ (دوم) سے اول رکعت مین اور تیسری مین کہڑا ہوتا
تہا جیسا کہ تہا اور نہین بیٹہتا تہا انتہی اس حدیث سے صراحتا معلوم ہوا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رکعت
اول وسوم کے بعد جلسہ استراحت نہین کرتی تہی وفی التمہید لابن عبد البر ینہض علی صدور قدمیہ ولا یجلس
وروی ذلک عن ابن مسعودؓ وابن عمرؓ وابن عباسؓ وقال ابو الزنادؓ وذلک سنۃ وبہ قال احمدؓ وابن
راہویہؓ وقال احمدؓ واکثر الاحادیث علی ہذا تمہید عبد البر مین ہی کہ کہڑا ہو نمازی اوپر سینے قدمونکی اور جلسہ کرے
اور روایت کیگئی یہ ابن مسعودؓ وابن عمرؓ وابن عباسؓ سے اور کہا ابو الزناد نے کہ یہ سنت ہے (یعنی کہڑا ہونا قدمون کی
انگلیوںپر) اور اسیطرح کہا ہے امام احمدؓ اور ابن راہویہؒ نے اور کہا احمدؒ نے کہ اکثر احادیثین اسی پر دال ہین (کہڑا ہو
نمازی قدمونکی انگلیوںپر) انتہی وذکر عن ابن مسعودؓ وابن عباسؓ وابن عمرؓ وابن الزبیرؓ وابی سعیدؓ
انہم کانوا ینہضون علی صدور اقدامہم رواہ الاثرم اور کہا گیا ہے ابن مسعودؓ وابن عباسؓ وابن عمرؓ وابن
الزبیرؓ اور ابی سعیدؓ سے کہ تحقیق تہے یہ جو کہڑے ہوتے تہے اوپر سینے قدمونکے روایت کیا اسکو اثرم نے اپنی کتاب مین عن
عبد اللہ بن مسعودؓ انہ کان ینہض فی الصلوۃ علی صدور قدمیہ ولم یجلس ونحوہ عن علیؓ وابن عمرؓ
وابن الزبیرؓ وابن عباسؓ وعمر ابن الخطابؓ رواہ ابن ابی شیبۃؒ ذکرہ العینی عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہی
کہ تحقیق تہا جو کہڑا ہوتا تہا نماز مین اوپر سینے قدمونکے اور نہ جلسہ کرتا تہا اور مانند اسکی روایت ہی حضرت علیؓ وابن عمرؓ
وابن عباسؓ وابن الزبیرؓ وعمر ابن الخطابؓ سے روایت کیا ہی اسکو ابی شیبہؒ نے اپنی مصنف مین انتہی جب اسقدر بڑے
بڑے اصحاب جلسہ استراحت نکرتے تہی تو ثابت ہوا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بہی نہین کیا کیونکہ اگر حضرتؐ کیا ہوتا تو یہ

اصحاب فعل رسول علیہ السلام کو کیونکر ترک کرتی باوجود اسکی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی صلوا کما
رایتمونی اصلی رواہ البخاری نماز پڑہو تم جسطرح کہ نماز پڑہتی مجہکو دیکہتی ہو انتہی اول تو یہ عادت صحابہ کی نہی
جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل مبارک کو ترک کرتی اور یہان تو امر بہی ہو گیا تہا پہر کیونکر جلسہ استراحت کو ترک کرتی
نہین یہ فعل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نہ تہا اور نیز ضعف خالد ابن ایاس جو ترمذی نے لکہا ہی وہ بہی رفع ہو گیا
ان اصحابون کے فعل سے

خصم کی مدلول حدیث جلسہ استراحت کی تحقیقات

عن ابی قلابۃ قال اخبرنا مالک ابن الحویرث انہ رای النبی صلے اللہ علیہ وسلم یصلی فاذا کان فی وتر من صلوتہ
لم ینہض حتی یستوی قاعدا رواہ البخاری **جواب**۔ یہ حدیث انکی لئے قابل استدلال نہین ساتہ چار وجہون کے
(۱) حدیث عدم استراحت کی اوپر حدیث استراحت کے مقدم ہو گی ازروئے عمل کے کیونکہ موافق عمل جمہور صحابہ کے ہی جیسا کہ
عمدۃ الاصول مین لکہا ہی (۲) یہ حدیث عذر پر محمول ہی کہ حضرت نے حالت ضعف مین جلسہ استراحت کیا تہا نہ حالت
صحت مین چنانچہ ابو اسحاق د فتح القدیر اور عینی وغیرہ نے لکہا ہی (۳) یہ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ
کیا ہی یہ سنت نہین ہو سکتا سنت مداومت کو چاہتی ہی چنانچہ ذکر اسکا ہو چکا ہی (۴) یہ حدیث حکایت فعل ہے
اور حکایت فعل عام نہین ہوتی بلکہ اس سے ایک ہی دفعہ کا ثبوت نکلتا ہی چنانچہ اصول فقہ مین مذکور ہی کہ حکایۃ
الفعل لا تعم۔

سوال ہشتم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چوتہی رکعت مین تورک نکرنا

جواب۔ تورک کہتی ہین دونو پاؤنکو بائین طرف نکالکر بیٹہنے کو اور سرین چپ کے تشہد آخیر مین اور یہ مسنون نہین بلکہ یہ
محمول ہی اوپر عذر کے اور بیٹہنا سنت ہر دو قاعدہ مین اسطرح ہے کہ دائین پاؤنکو کہڑا کری اور بائین کو بچہا کر اوپر اسکے
بیٹہے چنانچہ مروی ہے عن عبد اللہ بن دینار انہ سمع عبد اللہ ابن عمر رض وصلی الی جنبہ رجل فلما جلس الرجل
فی الرابع تربع وثنی رجلیہ فلما انصرف عبد اللہ عاب ذلک علیہ فقال الرجل فانک تفعل ذلک فقال
عبد اللہ بن عمر انی اشتکی رواہ مالک عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہی کہ پڑہی نماز اسکے پہلو مین ایک شخص نے پس

جب بیٹہا وہ شخص چوتہی رکعت مین تو دونون پاؤن ایکطرف نکالی پس جب فارغ ہوئی عبد اللہ بن عمر رض نماز
سے تو عیب پکڑا اوسکا (یعنی ایسی بیٹہنے کا) اسپر پس کہا اس شخص نے پس تحقیق تم بہی کرتے ہو ایسا پس کہا ابن عمر رض
نے کہ مین بیمار ہون (یعنی ایسا اسواسطے بیٹہتا ہون) روایت کیا اسکو امام مالک رح نے موطا مین انتہی اگر موطا کو
جب کو انصاف ہو تو بس اب عدم تورک کے قائل ہو جاوین کیونکہ یہ حدیث نص صریح ہی عدم تورک مین جیسا کہ محدث
قسطلانی شافعی المذہب نے شرح بخاری مین لکہا ہی کہ نعم فی حدیث عبد اللہ بن دینار المروی فی الموطا التصریح
بان جلوس ابن عمر کان فی التشہد الاخیر یعنی بیشک حدیث عبد اللہ بن دینار جو مروی ہی موطا مین یہ
تصریح ہی ساتہ اسکے کہ جلوس ابن عمر رض کا تہا تشہد آخیر مین عن عبد اللہ بن عبد اللہ انہ اخبرہ انہ کان
یری عبد اللہ بن عمر یتربع فی الصلوۃ اذا جلس ففعلتہ وانا یومئذ حدیث السن فنہانی عبد اللہ
بن عمر وقال انما سنۃ الصلوۃ ان تنصب رجلک الیمنی وتثنی الیسری فقلت انک تفعل ذلک فقال
ان رجلی لا تحملانی رواہ البخاری والنسائی وابو داؤد والطحاوی والطبرانی وابن شیبۃ بنحوہ روایت ہی
عبد اللہ بن عبد اللہ سے کہ تحقیق خبر دی اسکو کہ تحقیق وہ تہا کہ دیکہتا تہا اپنی باپ کو تورک کرتی نماز مین کہتی ہین
عبد اللہ بن عبد اللہ پس کیا مینی اسکو (یعنی تورک کو) حالانکہ تب مین چہوٹا تہا پس منع کیا مجہکو میری باپ نے
اور کہا تحقیق سنت نماز مین یہ ہے کہ کہڑا کری تو پاؤن دائین کو اور بچہا بائین کو پس کہا مینی آپ کرتے ہین تورک کو
پس کہا تحقیق میری پاؤن مجہکو نہین اوٹہا سکتے (یعنی بیمار ہون اسواسطے تورک کرتا ہون) روایت کیا اسکو
بخاری ونسائی وابو داؤد وطحاوی وطبرانی اور ابن شیبہ نے مانند اسکی قال العینی تحتہ فہذا السنۃ ان
تنصب المصلی رجلہ الیمنی ویثنی الیسری کہا ہی عینی نے اس حدیث مذکور کے تحت مین کہ اسمین دلیل ہے
اسپر کہ تحقیق سنت جو ہی یہ ہے کہ کہڑا کرے نمازی دائین پاؤنکو اور بچہا بائین کو نماز مین انتہی اور تصریح کی ہی
نووی نے اور عینی وغیرہ نے کہ جب کوئی اصحابی من السنۃ کذا کہی تو اوس سے سنت نبوی مراد ہوتی ہی اور شرح نخبہ
مین بہی لکہا ہی انہم اذا اطلقوا السنۃ لا یریدون بذلک الا سنۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم تو یہ
حدیث مرفوع ہوئی حکما یقینا عن عائشۃ رض قالت کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یفتتح الصلوۃ

الی ان قالت وکان یفترش رجلہ الیسریٰ وینصب رجلہ الیمنیٰ الحدیث رواہ مسلم ابی عائشہؓ سے روایت ہے کہا کہ تہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو شروع کرتے تہے نماز کو (بیان کیا بی بی صاحبہؓ نے یہانتک کہ) کہا اور تہے بچہا تے تہے بائیں پاؤنکو اور کہڑا کرتے تہے داہنے کو نماز میں روایت کیا اسکو مسلم نے عن ابن مسعودؓ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علم التشہد فکان اذا جلس فی وسط التشہد وفی آخرھا جلس علی ورکہ الیسریٰ ذکرہ القاری فی شرح مسند لابی حنیفہؒ روایت ہے ابن مسعودؓ سے کہ تحقیق حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سکہایا مجہکو تشہد پس تہے کہ جب بیٹہتے تہے درمیان التحیات اول و آخر کے تو بیٹہتے تہے اوپر سرین بائیں کے انتہے وحدیث المسیئ صلوتہ انہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاذا جلست فاجلس علی فخذک الیسریٰ اخرجہ احمد وابوداؤد وذکرہ فی تعلیق المجد اور حدیث اس شخص کی کہ جسنے نماز ناقص پڑہی تہی (یعنی جسکو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ اعادہ نماز کرایا تہا تہی اس لفظ کہ صل فانک لم تصل تو آخر اُسنے کہا علمنی یا رسول اللہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو چند احکام بتا کر یہہ کہا) پس جب بیٹہے تو بیٹہہ اوپر سرین بائیں کے انتہے اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ ہر دو جلسہ برابر ہیں کچہہ فرق نہیں اسواسطے کہ یہہ مجمل بیان تہا اگر فرق ہوتا ہر دو جلسہ میں تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بتادیتے کیونکہ تاخیر بیان کی وقت حاجت سے بالاتفاق جائز نہیں قال العینی تاخیر البیان عن وقت الحاجۃ لا یجوز بالاتفاق انتہے ونحوہ فی التوضیح وغیرہ عن وائل ابن حجرؓ قال قدمت المدینۃ قلت لانظرن الی صلوۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فلما جلس یعنی للتشہد افترش رجلہ الیسریٰ ووضع یدہ الیسریٰ یعنی علی فخذہ الیسریٰ ونصب رجلہ الیمنیٰ قال ابو عیسےٰ ھذا حدیث حسن صحیح والعمل علیہ عند اکثر اھل العلم روایت ہے وائل ابن حجرؓ سے کہا کہ آیا میں مدینہ کو کہا میں نے (یعنی دلمیں) البتہ دیکہونگا میں طرف نماز حضرت کے (یعنی دیکہی میں نے) پس جب بیٹہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشہد میں تو بچہایا بائیں پاؤں کو اور رکہا بائیں ہاتہہ کو بائیں ران پر اور کہڑا کیا داہنے پاؤنکو کہا صاحب ترمذی نے کہ یہہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسی پر عمل ہے نزدیک اکثر اہل علموں کے انتہے اور اسی جناب ترمذی نے تورک کی حدیث کے بعد اسطرح لکہا ہے کہ وبہ یقول بعض اھل العلم یعنے اس تورک کی حدیث کو بعض اہل علم نے اختیار کیا ہے انتہے یہہ دونوں قول صاحب ترمذی کے ہیں کہ عدم تورک کی حدیث پر اکثر اہل علم کا عمل ہے

اور تورک کی حدیث پر بعض کا انوناظرین اسمیں خوب اچہی طرح تمیز کر سکتے ہیں کہ جب اکثر اہل علموں کا عمل دونوں قاعدونکی برابر ہو رہے ہیں اور مرجح بہی ہیں ساتہہ احادیث صحیحہ کے تو مولوی صاحب انکو کسطرح ترک کر کے دعوے عمل بالحدیث کا کرتے ہیں معلوم نہیں ضد ہے ہیں انصاف سے پوچہتا ہوں کہ عامل بالحدیث حنفیہ ہیں یا آپ۔

خصم کی مدلول حدیث تورک کا جواب

عن محمد بن عمرو بن عطا انہ کان جالسا فی نفر من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فذکرنا صلوۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال ابو حمید الساعدی انا کنت احفظکم لصلوۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الی ان قال فاذا جلس فی رکعتین جلس علی رجلہ الیسریٰ ونصب الیمنیٰ فاذا جلس فی الرکعۃ الآخرۃ قدم رجلہ الیسریٰ ونصب الاخریٰ وقعد علی مقعدہ رواہ البخاری **جواب** یہہ حدیث آپکے لئے قوی دلیل نہیں ہو سکتی تہی چند وجہونکی (۱) یہہ حدیث منقطع ہے اسواسطے کہ محمد ابن عمرو بن عطا نے اس حدیث کو ابی حمید سے نہیں سُنا بلکہ مابین حمید اور محمد کے ایک راوی مجہول ہے چنانچہ طحاوی نے اس سند کو نقل کر کے راوی مجہول بتلا دیا ہے اور شعبی نے عدم سماع محمد کا ابی حمید سے ثابت کیا ہے وھو امام فی ھذا الفن اور اسیطرح ہشیم بن عدی نے اور کہا ابن عبد البر نے ھو الصحیح یعنی صحیح یہہ ہے کہ محمد نے حمید سے نہیں سُنا اور اسیطرح شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے عدم سماع کا حمید سے نقل کیا ہے اور باقی تحقیق اسکی طحاوی و عینی و فتح القدیر میں موجود ہے اور جو چند روایتیں تورک کی اور ہیں انمیں بہی یہی محمد بن عمرو بن عطا راوی ہے کہ جسنے ابو حمید سے نہیں سُنا (۲) باقی روایات تورک میں عبد الحمید بن جعفر راوی متکلم فیہ ہے میزان الاعتدال میں لکہا ہے وقال ابو حاتم لا یحتج بہ وقیل کان یرمی بالقدر قال علی المدینی کان یقول بالقدر وکان سفیان یضعفہ گو کہ بعضوں نے توثیق بہی کی ہے مگر ضعف کے قایل بہت ہیں (۳) یہہ کہ ہم ہر دو قاعدونمیں یکسان بیٹہنے کو سنت کہتے ہیں اور سنت وہ ہے جو ما واظب علیہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم او اصحابہ پس اگر اس حدیث کو ہم متصل تسلیم کر لیں تو بہی ہمارے مفید مطلب ہوگی نہ آپکے اسواسطے کہ ایکدو مرتبہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تورک بہی کیا ہوگا اور دوام جلوس ہر دو قاعدہ یکسان رکہا ہے اور خود حضرت عبد اللہ نے فیصلہ ہی کر دیا ہے کہ انما سنۃ الصلوۃ الخ جسکا ہم ذکر کر آئے ہیں (۴) یہہ تورک عذر پر محمول ہے نہ حالت صحت پر چنانچہ

عبد اللہ سے حدیث مذکور الصدر مین ذکر ہوچکا ہی کہ کہا الی اشتکی اور ہماری علماؤن نے بھی اسکو عذر مجہول کہا ہی (۵) یہہ حدیث تورک کی فعلی ہی اور جو حدیث ہماری دلیل ہے عدم تورک کی وہ قولی چنانچہ امام احمدؒ اور ابو داؤدؒ سے نقل کیگئی ہی اور قول مقدم ہوتا ہی اوپر فعل کے (۶) یہ کہ جو حدیث متفق ہو اسناد مین وہ مقدم ہوتی ہے اوپر مختلف فیہ کے اور حدیث تورک کی مختلف فیہ ہی تو پس عدم تورک کی حدیث مقدم ہوئی اوپر اسکے۔

سوال نہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دس درہم مہر مقرر کرنا

جواب۔ مہر شرعًا دس درہم سے کم نہین ہوسکتا اور واسطے اسکے بہت دلائل احادیث صحیحہ سے ہین چنانچہ عن جابرؓ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ولا مہر اقل من عشرۃ رواہ ابن ابی حاتم وقال الحافظ انہ بھذا الاسناد حسن جابرؓ سے روایت ہی کہا سنا مینے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جو فرمایا نہین مہر کم دس درہم سے روایت کیا اسکو ابن ابی حاتم نے کہا حافظ ابن حجرؒ نے تحقیق یہہ حدیث ساتھ اس اسناد کے حسن ہے انتہے یہہ ظاہر ہے کہ مراد حسن سے حسن لذاتہ ہی کیونکہ یہان تعدد طرق نہین عن جابرؓ الا لا یزوج النساء الا الاولیاء قال ولا مہر اقل من عشرۃ الدراہم رواہ الدارقطني والبیہقي جابرؓ سے روایت ہے کہ خبردار ہو جاؤ کہ نکاح نکر دیوی عورتونکو مگر ولی ذنایہان تک کہ کہا جابرؓ نے اور نہین مہر کم دس درہمونسے روایت کیا اسکو دارقطنی اور بیہقی نے اگر خصم مبشر بن عبید اور حجاج بن ارطاۃ پر اعتراض کرے تو جواب اسکا یہہ ہی کہ اس حدیث کے شواہد مین کہ اسکو تقویت دیتے ہین اور نیز تعدد طرق سے مروی ہی یعنی حضرت علیؓ سے دو طریق پر مروی ہی اور جو تعدد طرق سے مروی ہو وہ حسن ہو جاتی ہی بلکہ صحیح چنانچہ نووی نے شرح مہذب مین اس کی تصریح کی ہی دیکھہ لین ایک یہہ ہے عن علیؓ قال لا تقطع الید فی اقل من عشرۃ دراہم ولا یکون المہر اقل من عشرۃ دراہم رواہ الدارقطنی والبیہقی حضرت علیؓ سے روایت ہی کہا کہ نہ کٹا جاوے گا ہاتہہ کم دس درہمونکی عوض مین اور نہین ہوتا مہر کم دس درہمونسے روایت کیا اسکو دارقطنی اور بیہقی نے **دوم** یہہ ہے وقال محمدؒ بلغنا ذلک عن علیؓ وعبد اللہ بن عمرؓ وعامرؓ وابراہیم ورواہ باسنادہ الی جابرؓ فی شرح الطحاوی عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھذا من المقدرات فلا یدرک الا سماعًا اور کہا امام محمدؒ نے کہ پہونچا مجھے یہ دلیعنی نہ ہونا مہر کا کم دس درہم سے حضرت علیؓ وعبد اللہ بن عمرؓ وعامرؓ وابراہیمؒ سے اور روایت کیا اسکو ساتھہ اسناد اپنی کے جابرؓ تک شرح طحاوی مین

له ان دو طریقون مین سے ... مذکور الصدر سے

حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اور یہ (مہر) مقدرہے پس نہین پایا گیا مگر ساتھہ سماع کے انتہے یعنی قول ان اصحابونکا مرفوع ہی حکمًا **سوئم** وہ حدیث حسن لذاتہ جو پہلے ہم لکھہ چکے ہین وہ بہی اسکی تائید کرتی ہی اور نیز قال اللہ تعالیٰ احل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم حلال کیگئی ہین عورتین واسطے تمہارے سوا ان عورتونکے (جو ذکر ہوچکی ہین پیچہے اس آیت شریف کے) یہہ شرط کے جو طلب کرو تم عورتونکو مالونکے بدلے انتہے ظاہر ہے کہ طلب کرنا ساتھ مالونکے کم دس درہم سے نہین کیونکہ یہ آیت ابتغاء مین مطلق ہی اور مقدار مین مجمل دوم آیت قد علمنا ما فرضنا علیہم فی ازواجہم تحقیق جانا ہمنے اوپر انکے (یعنی مردونکے) انکی عورتونکی حقمین انتہے لفظ فرض خاص ہے اور وضع کیگئی ہی واسطے معنی خاص کے اور وہ تقدیر ہی پس غیر مقدار کرنا مہر کا شرعًا ترک عمل خاص ہے اور یہہ جائز نہین اور معلوم ہوا کہ مہر مقدر ہے عند اللہ اور مفوض برائے زوجین نہین اور مقدار اسکا مجمل ہی کہ محتاج بیان کا ہی اور جو دس درہمونکی حدیثین اس باب مین لکھی گئی ہین وہ اسکا بیان واقع ہوئی ہین اور اگر آپ ان آیات کی تفصیل چاہین تو کسی اصولی مولوی سے دریافت کرلین کہ جو ہمنے لکھا ہی ان ہر دو آیتونکے بارہ مین یہہ صحیح ہے یا نہ اگر ہو تو ہم موجود ہین اگر خصم کو یہہ غذر ہو کہ ان آیتونکا بیان یہہ حدیثین ہین جنمین دس درہم سے کم مال دینے کا ذکر آیا ہی جیسا کہ انگشتری ونعلین وعصا وغیرہ نہ حدیثین دس درہمونکین تو جواب اسکا یہہ ہی کہ یہ حدیثین بہی مقدار مین مجمل ہین مانند آیت کے پس مجمل بیان مجمل کا کیونکر ہوسکیگا اور انکی مجمل ہونیکی وجہ یہہ ہے چنانچہ بعضی حدیثونمین یہہ الفاظ آئے ہین فالتمس شیئا ولو خاتما من حدید اور ھل معک شئ من القرآن اور اعطی صداق امرأۃ ملء کفیہ سویقا اور نکاح امرأۃ علے نعلین اور ادوا العلائق ولو قضیبا من اراک اور لا یضر احدکم بقلیل مالہ تزوج ام بکثیرہ وغیرہ وغیرہ یعنی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین اپنے اصحاب کو پس طلب کر تو کسی چیز کو (واسطے دینے اس عورت کے) اگرچہ وہ انگوٹھی لوہے کی ہو۔ آیا ہی پاس تیرے کچھہ چیز قرآن سے (یعنی اُسکے پڑھانے کے بدلے مین تیرا نکاح کردون) دی مہر عورت کا اگرچہ ہون دو کف دست ستوونکے نکاح کرنا عورت کا اوپر جوتیوں کے۔ ادا کر اس چیز کو کہ جسپر راضی ہوا اہل اسکے اگرچہ لاٹھی ہو درخت مسواک سے۔ نہین ضرر دیتا ایک کو تم سے کہ ساتھہ کم مال کے نکاح کرے یا بہت کے انتہے ان احادیث سے اندازہ کسی شی کا محقق نہین ہوسکتا تو پہر یہ کسطرح ان آیات کا بیان واقع ہونگی مولویصاحب آپ لوگونکا

ان ہر دو آیت اور حدیث لا مہر اقل من عشرۃ دراہم پر مطلق عمل نہین اور ظاہر مین عامل بالحدیث کا لقب
رکھہ لیا ہی عامل بالحدیث ہمارے علماء اور ہم ہین کہ ان حدیثون پر بہی عمل کرتے ہین اور ہر دو آیت اور حدیث لا مہر
پر بہی ہمارا عمل ہی اسطرح پر کہ وقت نکاح کے جو مہر کہ دس درہم یا زیادہ مقرر ہو وہ بہی ادا کرتے ہین اور قبل از خلوت
کچہہ درہم یا مال وغیرہ اپنی زوجہ کو دیتے ہین کیونکہ ان احادیث مجملہ مذکورہ کا یہی محمل ہے با وجود اسکے کہ فتح القدیر
نے لکھا ہی کہ یہ حدیثین سب ضعیف ہین سوائے حدیث انس کے پہر بہی ہم عمل کرتے ہین جیسا کہ ذکر ہو چکا ہی۔

سوال دہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سرکہ شراب کے بنانے کو درست کرنا

اول ہم مولوی صاحب کی مدلول حدیث کی تحقیق کرتے ہین اور اوسکی تحقیقات مین اور بعد مین جواب مولوی صاحب کو
دیتے ہین اور وہ حدیث دلیل آپکی یہہ ہے۔ عن انس رض ابن مالک قال سئل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
عن الخمر تتخذ خلا قال لا انتہے حضرت یہہ دلیل آپکی چند وجہونکی سبب قابل اعتبار نہین (۱) اسمین ایک
راوی سفیان ہی اور وہ مدلس ہے اور عن کے ساتہہ روایت کرتا ہی اور قاعدہ اصول حدیث کا یہہ ہی کہ جو مدلس عن کے ساتہ
روایت کرے وہ مقبول نہین ہوتی اگر آپ کہین کہ مدلسین صحیحین عنعن کا سماع پر محمول ہوتا ہی تو آپ اس کا
اثبات اس بارہ مین بیان کرین (۲) دوم راوی سدی ہے جسکے حق مین تقریب مین لکھا ہی یہم ورمی بالتشیع
یعنی وہم کے سبب نقل کرتا ہی اور شیعہ ہے اگر یہ سدی اسمعیل بن عبد الرحمن ہو اور اگر محمد بن مروان ابن عبد اللہ ہی تو
اسکے حق مین لکہا ہی تقریب مین کہ متہم بالکذب ہے اور اگر یہہ سدی اسمعیل بن موسے ہے تو اسکے حق مین یہہ لکھا ہی کہ
صدوق یخطئ ورمی بالرفض (۳) بفرض محال اگر ہم تسلیم کرلین تو یہہ حدیث محمول ہوگی ابتداء زمانہ حرمت
خمر پر کیونکہ اسوقت حضرت نے برتن شراب کے جو لکڑی اور کدو کے بنے ہوئے تہے انمین لوگونکو پانی پینے سے بہی منع کر دیا تہا
بعد اوسکے اجازت اون برتنون مین پانی پینے کی فرمائی تو اول حکم منسوخ ہو گیا چنانچہ قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم
انی کنت نہیتکم عن الظروف وان ظرفا لا یحل شیئا ولا یحرمہ وکل مسکر حرام ہذا حدیث حسن صحیح
رواہ الترمذی فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق مین نے تمکو منع کیا تہا استعمال ظروف سے (کہ جنمین شراب
کی جاتی تہی) اور تحقیق ظروف حلال اور حرام نہین کرتا کسی چیز کو اور جو نشہ دار ہے وہ حرام ہی یہہ حدیث حسن صحیح ہے انتہے

۱؎ یعنی یہہ اثبات کرین کہ سفیان نے سماع کی تصریح کی ہے ۱۲

اسکو ترمذی نے انتہے اور حرمت شراب کی قائم رکہی اور ایسا ہی شراب کا سرکہ بنانا اول مین منع ہوگا پہر وہ حکم منسوخ
ہوگیا (۴) اس حدیث مین یہہ احتمال بہی ہے کہ نہی تنزیہہ ہو پس فقہاؤنکا قول اسکے خلاف نہوا کیونکہ وہ بہی سرکہ شراب کے
بنانیکو مکروہ تنزیہہ کہتے ہین چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہے کہ لا یکرہ تخلیلہا یعنی نہین مکروہ (تحریمہ) تخلیل کرنا شراب کا
اور قاعدہ فقہاؤنکا یہہ ہی کہ مطلق کراہت سے مکروہ تحریمہ مراد رکہتے ہین (۵) یہہ بہی احتمال ہی کہ تخلیل خمر کی نہی محمول
احتیاجی پر ہو شاید آپکو اصول کی کتابین دیکہنے کا اتفاق نہین ہوا جناب انمین لکہا ہی کہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال
انتہے اور بر وقت حاجت کے جائز ہو جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تہا ظروف مین اختیار
ذکونہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الظروف فقالت الانصار انہ لا بد لنا منہا قال اذا کان لا بد لکم منہا
فلا اذا رواہ البخاری منع کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے (خرمہ کے نچوڑ کے ڈالنے سے ظروف مین) پس کہا انصار نے کہ
ہمکو لابدی ہے اس سے فرمایا جب ایسا ہے کہ لابدی ہے تمکو اس سے پس نہین منع کرتا مین اس سے اسوقت قسطلانی نے لکہا ہے کان النہی
قد ورد علے تقدیر عدم الاحتیاج یعنی نہی وارد ہوئی ہی عدم حاجت کیلئے (۶) یہہ کہ کہا ہی عنایہ مین کہ مراد اس حدیث
انس سے جو نہی تخلیل خمر مین وارد ہوئی ہی نہی استعمال ہی جیسا کہ اس آیت مین کہا ہے اتخذوا احبارہم ورہبانہم
پس تفسیر کی حضرت نے اتخاذ کی ساتہہ استعمال کے اور ایسا ہی کفایہ مین بہی ہے انتہے لیجئے جناب آپکے پاس صرف یہی ایک
حدیث اس بارہ مین تہی سو اسکا بہی یہہ حال ہی جو ہم لکہہ چکے ہین خیال فرماوین کہ اس قسم کی مجروح اور محتمل حدیث
پر عمل کرنے سے آپ اہل حدیث بنکر ائمہ دین پر طعن کرتے ہین معاذ اللہ۔

واسطے تخلیل خمر کے ہمارے لئے جو دلیلین ہین انمین ایک دو یہہ ہین

اول۔ عن ام سلمۃ رض مرفوعا فی اہاب شاۃ ان دباغہا یحلہ کما یحل الخل الخمر رواہ الدارقطنی
بی بی ام سلمہ رض سے روایت ہے مرفوعا بیچ چمڑے بکری کے تحقیق دباغت اوسکی اوسکو حلال کرتی ہی جیسا کہ حلال کرتا ہی سرکہ
خمر کو انتہے یعنی سرکہ ڈالنے سے تخلیل خمر ہو جاتی ہی اور وہ حلال ہے اگر خصم فرج ابن فضالہ پر اعتراض کرے کہ
دارقطنی اور نسائی نے اسکو ضعیف کہا ہی تو جواب اسکا یہہ ہے کہ یہ جرح مبہم ہے اور جرح مبہم غیر معتبر ہوتا ہی جیسا کہ
اصول حدیث مین لکہا ہی اور امام احمد نے اس راوی کی توثیق کی ہے شاید آپکو معلوم نہین دوم خیر خلکم خل خمرکم

رواہ البیہقی مرفوعاً عن جابر فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بہتر سرکہ تمہاری ہین سے سرکہ خمر تمہاری کا ہے
روایت کیا اسکو بیہقی نے مرفوعاً جابر سے اگر خصم مغیرہ بن زیاد پر اعتراض کرے تو جواب اسکا یہہ ہے کہ تقریب میں لکہا
ہے صدوق لہ اوہام تو اس وہم سے حدیث متروک نہین ہو جاتی کیونکہ اسکی شاہد حدیث ام سلمہ ہے اور تعدد طرق سے
حدیث قوی ہو جاتی ہے اور نیز اسکے واسطے شاہد یہہ ہے قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم نعم الادام الخل رواہ السنۃ
الا البخاری فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بہتر نان خورشونکا سرکہ ہے اور یہہ حدیث مطلق ہے اور اصولکی کتابون
مین لکہا ہے والمطلق یجری علی اطلاقہ یعنی سرکہ شراب سے بنایا گیا ہو یا نہ تو اور کہا نون سے اچہا ہے اور نیز اس کو
تقویت دیتا ہے یہہ قول نووی کا واجمعوا انہا اذا انقلبت بنفسہا خلا طہرت اجماع ہے علماؤنکا اسپر کہ
تحقیق شراب جب خود بخود سرکہ ہو جاوے تو پاک ہے **مولویصاحب** آپنے از رو تعصب کے فقہ شریف کو شاید نہین
دیکہا فقہا کبہی ذکر کیا کرتے ہین ایسے مسئلے کہ وجود اونکا عادت مین نہین ہوتا انہین سے ایک یہ ہے یعنی سرکہ بنانا
شراب کا اسکا وجود ہونا جہان مین نادر بلکہ معدوم ہے اسواسطے کہ شراب سے سرکہ تب بنایا جاویگا کہ مسلمانونکی ملک
مین شراب آوے اور شراب کا اسکے ملک مین آنا محال ہے چنانچہ اسکا اثبات آپکی ذمہ ہے پس ایسے مسئلونکا اشتہار دینا
آپ ہی کا کام ہے شاید اس لحاظ سے آپنے اشتہار دیا ہو گا کہ عوام جہال ائمہ دین پر طعن کرینگے جناب شہ نواز رو بیعلمی کے
طعن کر دینگے مگر انکا گناہ بہی آپ کے ذمہ ہو گا چنانچہ تفسیر مین ذکر ہے کہ قابیل نے ہابیل کو قتل کیا پس اس زمانہ سے لیکر آجتک
جو خون کہ ہوتا ہے تو قابیل کے ذمہ پر بہی ایک خون لکہا جاتا ہے اور ایسا ہی اگر ہم سے خدا نا خواستہ کوئی الفاظ ترک
تعظیم مین کسی ہادی یا عالم یا آپکی نسبت سرزد ہوئی تو اسکا گناہ بہی آپ پر عاید ہوگا۔

جواب الجواب مولوی محمد سعید بنارسی

حضرات ناظرین۔ جو اشتہار کہ مولوی محمد سعید صاحب نے اون دس سئلون مذکورہ بالا کا دیا تہا جسکے جواب مین اس احقر
نے ایک اشتہار مین صرف ایک ایک دو دو حدیثین لکہکر اوسکی تحت مین دس سوال جواب طلب علماء غیر مقلدین کے نام لکہدئے
تہے با این شرایط کہ جو صاحب مسایل مندرجۂ ذیل کو کسی آیت یا حدیث صحیح یا حسن لذاتہ اور وہ حدیث جس مسئلہ کی ثبوت مین پیش
کرین نص صریح ہو اور یہ قید ہمارا صرف اس اعتبار سے تہا کہ مولویصاحب نے اپنے سوالات مین لگایا تہا اور ہمارے مراد نص محکم سے ہے

ثابت کرین تو فی حدیث یا آیت انکو حق تلاش دس روپیہ دیا جاویگا ان سوالونکا جواب مولوی محمد سعید بنارسی
کیطرف سے شایع ہوا جب جواب دیکہا گیا تو معلوم ہوا کہ مولویصاحب نے مطلق شرائط میر کے کسی سوال کا جواب نہین دیا اس لئے
کہ میرے اشتہار کی یہہ شرطین نہین کہ کسی آیت یا حدیث صحیح یا حسن لذاتہ اور وہ حدیث جس مسئلہ کی ثبوت مین
پیش کرین نص صریح یعنی محکم ہو) مگر چونکہ مولویصاحب نے جو اول اپنے سوالونکی جواب ملاحظہ فرمائے دیکہتے ہی آگ
بگولہ ہوگئے کیونکہ ایک تو آپکا دام تزویر ٹوٹ گیا **دوم** ایسے سوالونکے جواب دینے پڑے کہ جنکے لئے کوئی دلیل قوی
نہین پس غصہ مین آکر شرائط مذکورہ مین سے کسی شرط کا خیال نفرما کر جواب لکہدیا چنانچہ ناظرین تحریر کو معلوم
ہو جاویگا۔ اب مین خداوند کریم کا نام لیکر اسطرح پر جواب الجواب مولویصاحب کا لکہنا شروع کرتا ہون کہ اپنے سوالکو مع اصل
سوال اور جواب کو مولویصاحب کا جواب اول تحریر کر کے بعد مین بہ اصول کے ساتہ جواب الجواب تحریر کرتا ہون اور
ناظرین سے طالب انصاف ہون۔ وافوض امری الی اللہ۔

میرا پہلا سوال بعد نازل ہونے آیت واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ کے کسی مقتدیکو امر کرنا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا ساتہہ پڑہنے سورۂ فاتحہ کے۔

جواب مین مولویصاحب فرماتے ہین کہ یہ آیت سورۂ اعراف کی ہے اور سورۂ اعراف مکہ معظمہ مین نازل ہوئی ہے
چند سورتونکی بعد دیکہو تفسیر اتقان۔

بہ اصول واہ جی مولویصاحب آپکا جواب یہہ دہوکہ ولا تقربوا الصلوۃ کی چال کا کسی علم کو دیکہے ہم آپکا
یہہ دہوکہ نہین کہا یہہ جواب آپکا صحیح نہین ساتہہ چند وجہونکے **اول** ہمارا اسواسطے حدیث مرفوع تہا نہ تو تفسیر
اتقان سے **دوم** خود صاحب اتقان نے اس سیاق کو ضعیف کہا ہے کہ قلت ہذا سیاق غریب وفی ہذا الترتیب
نظر کہتا ہون کہ یہہ سیاق ضعیف ہے اور اس ترتیب مین اعتراض ہے **سوم** اس سورۃ کی مکی ہونے مین اختلاف
ہے چنانچہ قال فی امام الکلام اخرج ابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویہ والبیہقی فی سننہ عن
ابن عباس رض نزلت واذا قرئ الخ فی صلوۃ الجمعۃ والعیدین کہا ہے امام الکلام مین کہ خارج کیا ہے
ابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویہ وبیہقی نے ابن عباس سے کہ نازل ہوئی واذا قرئ القرآن نماز جمعہ اور

لہ یعنی ... استعمال مین ... ۱۲

لہ یعنی اس سورۂ اعراف کے مکی ہونے کو ضعیف کہا ہے ۱۲

عیدین میں انتہی آپ یہہ تو خیال فرمائیں کہ اقامت جمعہ و عیدین کی مکہ میں نہیں ہوئی جیسا کہ قال فی المدارک
وقیل فیہما وھو الاصح کہا ہی مدارک میں اور کہا گیا ہی کہ نزول اس آیت کا در بارہ منع قرأت مقتدیوں پیچھے
امام کے اور حالت خطبہ میں ہے اور یہی اصح ہی انتہی چہارم اعراف کے مکہ میں نازل ہونے سی یہہ لازم نہیں آتا کہ سب آیتیں
اسکی مکی ہوں قال فی الاتقان والآیات المدنیات فی السورة المکیة وعکسه کہا ہی تفسیر اتقان میں
آیتیں ہوتی ہیں ایسی کہ مدنی ہوتی ہیں واقع بیچ سورة مکی کے اور عکس اسکا پنجم اگر تسلیم کیا جاوے کہ نزول اسکا
مکہ میں ہی ہے تو اس سے یہہ لازم نہیں آتا کہ حکم اسکا بہی مکہ میں ہی دیا گیا ہو کیونکہ آیتہ مکی ہوتی ہی اور حکم اس کا
مدنی چنانچہ قال فی الاتقان وما نزل بمکة وحکمه مدنی وعکسه ششم ہمارا سوال یہہ تہا کہ حدیث
مرفوع سے ثابت کرو اور آپ مکی مدنی ہونے سورة کا جہگڑا لے بیٹہے ہیں اور مکی مدنی ہونا سورة کا قول صحابی سے ہوتا ہی
نہ حدیث مرفوع سے جیسا کہ قال فی الاتقان ولم یرد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذلک لانه لم یؤمر به
کہا ہی تفسیر اتقان میں کہ نہیں وارد ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مکی مدنی ہونے سورة میں کوئی قول کیونکہ آپ
امر نہیں کئے گئے ساتھ اسکے۔

دوسری دلیل مولویصاحب کی فرماتے ہیں عن عبادة ابن صامت قال کنا خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی صلوة الفجر فقرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فثقلت علیه القراءة فلما فرغ قال لعلکم تقرؤن
خلف الامام قلنا نعم هذا یا رسول اللہ قال لا تفعلوا الا بفاتحة الکتاب فانه لا صلوة لمن
لم یقرأ بها انتہی اور عبادة بن صامت یقینی مدینہ کے رہنے والے ہیں اور جماعت مدینہ ہی میں آپ نے مسلمانوں کے ساتھ
شروع کی ہی لہذا آپ نے مدینہ منورہ میں بعد نازل ہونے آیتہ کے حکم قرأة خلف الامام کا کیا۔

بد اصول سبحان اللہ مولویصاحب آپ بہی پورے محدث ہیں آپ تو اصولی بننے کا بڑا دعوی کرتے تہے اور یہاں اصول
حدیث کا کچہہ بہی لحاظ نہ کیا وہی بات رہی کہ بجائے علم کے کتابوں کے نام یاد کر بیٹہے ہیں جناب ہمارا سوال حدیث صحیح یا
حسن لذاتہ سے تہا اور یہہ حدیث نہ صحیح ہے نہ حسن لذاتہ بلکہ دو وجہوں سے نامقبول و متروک ہے **اول** یہہ کہ اس حدیث
میں محمد بن اسحاق راوی کاذب ہے جسکے حق میں محققین نے کہا ہے قال سلیمان التیمی کذاب وقال یحیی القطان

ما ترکت حدیثه الا للہ اشهد انه کذاب وقال یحیی بن سعید قال لی وهیب ابن خالد انه
کذاب وقال مالک دجال من الدجاجلة کہا سلیمان تیمی نے کہ محمد ابن اسحاق جہوٹہا ہی اور کہا یحیی القطان
نے کہ نہیں ترک کی میں نے حدیث محمد ابن اسحاق کی مگر واسطے اللہ کے شاہدی دیتا ہوں میں کہ وہ کاذب ہی اور کہا یحیی بن
سعید نے کہ کہا مجہکو وہیب ابن خالد نے کہ وہ کاذب ہے اور کہا امام مالک نے کہ دجال ہی وہ دجالوں میں سے **دوم** یہہ کہ مدلس ہے
کیونکہ قال النووی لیس فیه الا التدلیس کہا ہی نووی نے کہ نہیں اسمیں مگر تدلیس وقال فی التقریب صدوق
یدلس ورمی بالتشیع والقدر اور کہا ہی تقریب میں صادق مدلس ہے اور نسبت دیا گیا ہی ساتھ شیعہ ہونے کے
اور قدریہ ہونے کے پس حدیث اسکی نامقبول ہی اسواسطے کہ روایت عن کے ساتہہ کرتا ہی قال العینی والمدلس اذا قال
عن فلان لا یصح حدیثه عند جمیع المحدثین کہا ہی عینی نے اور مدلس جب کہے عن فلان نہیں صحیح ہوتی حدیث
اسکی نزدیک تمامی محدثوں کے انتہی اور یہاں محمد بن اسحاق نے عن کے ساتہہ روایت کی ہی مکحول سے اور مکحول بہی مدلس ہے
وہ بہی عن کے ساتہہ روایت کرتا ہی۔

میرا دوسرا سوال بعد نازل ہونے ادعوا ربکم و واذکر ربک فی نفسک کے کسی نماز کو امر کرنا حضرت کا ثابت آمین بالجہر کے
مولویصاحب فرماتے ہیں یہہ دونوں آیتیں سورہ اعراف کی ہیں جو مکہ معظمہ میں نازل ہوئی کما مر
بد اصول مولویصاحب کیا آپکے دماغ میں کوئی خلل ہے میں تو حدیث مرفوع سے اسکی اثبات طلب کرتا ہوں
اور آپ وہی جہگڑا سورہ اعراف کا پہر لے بیٹہے اسکا جواب تو میں سوال اول میں کر چکا ہوں دوبارہ لکہنے
کی ضرورت نہیں۔

مولویصاحب فرماتے ہیں حدیث ابو ہریرہ کی دیکہو نسائی اور ابو ہریرہ باتفاق علماء ساتوین ہجری میں مسلمان ہوا
اور وائل ابن حجر سے بہی روایت ابو داود کی ہی جو دسوین ہجری میں مسلمان ہوئے دیکہو تاریخ ابن خلدون تو آپ یقیناً
بعد نازل ہونے ان آیات کے آپ نے خود بہی آمین بالجہر فرمائی اور مقتدیوں کو بہی حکم دیا۔
بد اصول مولویصاحب یہہ آپکو کس اوستاد نے پڑہا دیا کہ مؤخر ہونے اسلام راوی حدیث سے یہہ لازم آجاتا ہی کہ حدیث اسکی
بہی مؤخر ہو نہیں نہیں بلکہ ممکن ہی کہ امر ساتہہ آمین بالجہر کے اول نازل ہونے ادعوا ربکم و واذکر ربک فی نفسک

کے ہو جیسا کہ قال فی تعلیق الممجد قال فی فتح المنان وغیرہ ان روایۃ الصحابی المتأخر الاسلام
لا یستلزم تأخیر حدیثہ فیجوز ان یکون المتأخر سمعہ من صحابی متقدم واذا جاء الاحتمال بطل
الاستدلال یعنی تحقیق روایت صحابی متأخر الاسلام کی مستلزم نہیں اس امر کی کہ حدیث اوسکی بھی متأخر ہو
پس جائز ہے کہ ہو متأخر کہ سنا ہو واسطے صحابی اول سے جب آگیا احتمال تو باطل ہوا استدلال اور نیز اوپر
اساتذ لفظ قال کے کہا ہو اور لفظ قال میں احتمال سماع وعدم سماع کا ہے پس حدیث اُسکی غیر متصل ہوئی
دیکھو مقدمہ مشکوٰۃ کو اور حدیث وائل ابن حجر سے آمین بالجہر کا امر مقتدیکو نہیں پایا جاتا اور میرا سوال
تو اثبات حدیث مرفوع متصل سے ہے نہ تاریخ ابن خلدون سے اور ابن خلدون کو سوائے انشا و ادب کے علوم شرعیہ
اور فن حدیث و رجال میں چندان مداخلت نہ تھی چنانچہ شمس الدین محمد بن عبد الرحمن سخاوی شاگرد ابن
حجر عسقلانی کتاب الضوء اللامع فی اعیان القرآن التاسع ابن خلدون کے ترجمہ میں لکھتے ہیں ولم یکن
ماہرا بالعلوم الشرعیۃ یعنی وہ علوم شرعیہ کا ماہر نہ تھا

میرا تیسرا سوال تین طلاق صریح سنانا ایک لفظ کرا یک ہوتی ہو اور عورت مدخولہ ہو یا نہ

مولویصاحب فرماتے ہیں صحیح مسلم میں ہے عن ابن عباسؓ قال کانت طلاق علی عہد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وابی بکرؓ وسنتین من خلافۃ عمرؓ طلاق الثلث واحدۃ انتہی حدیث میں مطلق تین طلاق آئی ہیں
خواہ وہ عورت مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ کوئی تخصیص صحیح روایت سے نہیں آئی۔

رد اول بہ اصول مولویصاحب یہ جواب بھی آپکا فضول ہے دسوجہ تو یہی یہ تو ہمارے سوال کے مطابق بالکل نہیں بلکہ کئی
وجہوں سے مخالف ہے اول تو یہ حدیث لفظاً صحیح نہیں کیونکہ اسمیں عبد الرزاق راوی شیعہ ہے دیکھو تقریب کو
اور میزان میں بھی کہا ہے نسائی نے فینظر لمن کتب عنہ باخرۃ روی عنہ احادیث مناکیر یعنی اسمیں محل طعن ہے
اُسکا لئے کہ لکھا اُس نے آخر اُس سے پس اسکی حدیثیں منکر ہیں انتہی مگر دار قطنی نے کہا ہے کہ ثقہ ہے لیکن وہ خطا کرتا
ہے معمر پر اور کہا ہے عباسؓ نے واللہ الذی لا الہ الا ھو ان عبد الرزاق کذاب انتہی اگر مخالف ذہبی کے
قول کو تسلیم نکریں تو عباسؓ اُس سے مقدم ہے کیونکہ اُس سے ثقہ ہے دوم یہ حدیث معناً بھی صحیح نہیں اسواسطے

کہ یہ قولی حدیثوں صحاح کے برخلاف ہے چنانچہ توضیح میں لکھا ہے کہ جو حدیث اور حدیثوں سے مخالف ہو وہ منقطع
ہوتی ہے یعنی معناً صحیح متصل نہیں ہوتی سوم یہ حدیث مرفوع حکماً ہے اور جو اسکی معارض ہیں وہ مرفوع
حقیقتاً چہارم اجماع صحابہ کے برخلاف عمدۃ الاصول میں لکھا ہے کہ جو حدیث اجماع صحابہ کے برخلاف ہو وہ غیر معمول
ہوتی ہے پنجم ائمہ اربعہ کے برخلاف عمدۃ الاصول میں ہے کہ جو حدیث ائمہ اربعہ کے برخلاف ہو اُسپر عمل نہیں کیا جاتا ششم
آیۃ قرآن کریم سے بھی برخلاف ہے ہفتم یہ حدیث مختمل ہے ساتھ کئی احتمالونکے اور ہمارا سوال حدیث صریح
غیر مختمل سے تھا اول احتمال اس حدیث میں یہ ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں جدا جدا دیگئی ہوں دوسرا
یہ احتمال ہے کہ ایک طلاق اول طہر میں دویم دوسرے طہر میں سویم تیسرے طہر میں تیسرا احتمال یہ ہے کہ
بائن ہو ساتھ ایک لفظ کے ایک طہر میں چوتھا احتمال ہے کہ ایک طلاق بائن اول طہر میں دوسری بائن
دوسرے طہر میں اور تیسری بائن تیسرے طہر میں پانچواں احتمال یہ ہے کہ ایک طلاق رجعی اول طہر میں دی ہو
اور دو رجعی دوسرے طہر میں یا تیسرے میں چھٹواں احتمال عکس اسکا ہے اور یہ قول مولویصاحب کا
کہ کوئی تخصیص صحیح روایت سے نہیں آئی یہ صرف مغالطہ ہے اسکی تخصیص تو ظاہر موجود ہے مگر افسوس آپنے کتب
حدیث ملاحظہ نہیں فرمائیں دیکھو فتح القدیر میں جو مسلم وابی داؤد ونسائی سے نقل کرتا ہے کہ یہ حدیث جسمیں کہ یہ ذکر ہے کہ تین
طلاقیں ایک ہوتی ہیں یہ عورت مدخولہ کے حق میں ہے اگر اس بارہ میں زیادہ تحقیق چاہیں تو رسالہ اقوال الجلیل تصنیف مولانا
قدوۃ العلماء جناب پیر علیشاہ صاحب کو دیکھو کہ آپکی تسلی ہو جاوے۔

مبارکباد جناب مولویصاحب ایسی دو چار مسئلے اور بھی نکالیے کہ لذت لوگ اوٹھاویں اور گناہ بے لذت آپکے ذمہ ہو کیونکہ
آپ بھی جانتے ہیں ضعیف روایتوں پر لوگونکو عمل کرا کر اپنے آپ کو مستحق عذاب بناتے جاؤ۔

میرا چوتھا سوال ثبات تقلید ائمہ اربعہ میں سے ایک کی

مولویصاحب فرماتے ہیں من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد

رد اول بہ اصول یہ دلیل بھی مولویصاحب آپکی اغلاط ہے کیونکہ بدعت دو قسم ہے سیئہ و حسنہ بدعت سیئہ وہ ہوتی ہے کہ نص اشارۃ وضلالۃ
واقتضاء مخالف ہو اور قرون ثلثہ میں نہ پائی گئی ہو اور حسنہ وہ ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہو اور موافق نص کے ہو

چنانچہ ظاہر ہے کہ تقلید ائمہ قسم اول سے نہیں کیونکہ موافق نص کی ہی اگر من احدث فی امرنا ھذا سے مطلق احداث
مراد ہو تو آپ بھی اہل بدعت سیئہ میں شامل ہیں اسواسطے کہ قرآن شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جمع نہیں ہوا
بلکہ اول عہد ابو بکر صدیق و عمر رضی اللہ عنہما میں اور پہر زمانہ عثمان رض میں تجدید ہوا چنانچہ اسکا ذکر احادیث صحیح میں
موجود ہی اور یہی آپکا بھی معمول ہی کوئی اور نہیں بدعت کبھی کبھی واجب بھی ہو جاتی ہی چنانچہ پڑھنا نحو کا اور تصنیف اصول
فقہ کی اور کلام کرنی جرح و تعدیل میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تہی دیکھو مرقاۃ جلد اول اور اسیطرح سے
نووی و عینی وغیرہ میں بھی تو اب بقول من احدث فی امرنا ھذا آپ کے خیال شریف سے بخاری و مسلم وغیرہ سب
اہل بدعت سیئہ ٹھہرے اور حرکات قرآن شریف کی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تہی بلکہ صحابہ کے زمانہ میں بھی تو آپ کو
لازم ہی کہ جو قرآن حرکات سکنات اور وقف رکہتا ہو اسکو چھوڑ کر معرا کا پڑھنا پڑھانا اختیار کریں تا کہ اہل بدعت میں شامل نہو جاویں

مولویصاحب فرماتے ہیں فخط خطا وخطین عن یمینہ وخط خطین عن یسارہ ثم وضع یدہ فی الخط
الاوسط فقال ھذا سبیل اللہ ثم تلا ھذہ الایۃ وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل
فتفرق بکم عن سبیلہ انتہٰی۔

بہ اصول- مولویصاحب خدا کیلئے ذرا ہوش میں آؤ اور سمجھ کر جواب دو دیکھو اول تو خطین سے مراد بہت خط ہیں نہ دو
اسواسطے کہ احمد و نسائی و دارمی نے بلفظ خطوط اس حدیث کو لکھا ہی اور قاعدہ مسلمہ ہے کہ اقل اکثر میں داخل ہوتا ہے
تو خطین خطوط میں داخل ہوئے دوم اس حدیث سے مراد فرقہ اہل ہوا ہیں یعنی رافضی و خارجی وغیرہ نہ مقلدین مذاہب اربعہ
سوم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل بدعت کو بہتر یا تہتر فرقہ شمار کیا ہی چنانچہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
امتی علی ثلاث وسبعین ملۃ کلہم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
قال ما انا علیہ و اصحابی رواہ الترمذی وعن معاویۃ ثنتان وسبعون فی النار و واحدۃ فی الجنۃ رواہ
احمد وابو داؤد فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امت میری تہتر فرقہ ہو جاویگی سب وہ دوزخی ہونگی مگر فرقہ ایک
سوال کیا اصحابوں نے کہ کون سے وہ فرقہ جنتی یا رسول اللہ فرمایا وہ فرقہ وہ ہی کہ جس عمل پر میں اور میرے اصحاب ہیں اسپر ہو
روایت کیا اسکو ترمذی اور روایت میں معاویہ رض سے اسطرح آیا ہی کہ بہتر فرقہ دوزخ میں ہوگا اور ایک جنت میں

(اور وہ ہی کہ جو بڑی جماعت ہو) روایت کیا اسکو ابو داؤد رح اور امام احمد رح نے انتہٰی اور کہا صاحب مرقاۃ نے
نیچے اس حدیث کے کہ انہم ھم اہل السنۃ والجماعۃ کہ شک نہیں اسمیں کہ وہ بڑی جماعت اہل سنت وجماعت ہیں
انتہٰی اور حدیث خط خطا کی محمول اوپر اس حدیث مذکور الصدر کے ہی اور آپنے مولویصاحب برخلاف رسول علیہ السلام کے اس حدیث
کو چار مذہبوں پر محمول کیا آفرین آپ کے محدث ہونے پر ذرا نفسانیت کو چھوڑو اور حق کے پیرو ہو کر صحیح حدیثوں پر عمل کرو
جناب جب آپنے مقلدین مذاہب اربعہ کو اہل بدعت قرار دیدیا تو اب آپکو لازم ہی کہ وہ حدیث پیش کریں جو ان چار
مذہبوں کی معمولبہ ہو لیکن یہ آپ سے ہرگز نہو سکیگا اور آپ جو فرماتے ہیں کہ ایک طریقہ سیدنا محمدی ہی اسکی پیروی کرنا اور
دائیں بائیں جو چار راستہ ہیں اونکی پیروی نکرنا اس سے پایا گیا کہ جو محدثین ومفسرین وفقہاء مذاہب اربعہ میں ہیں
وہ سب اہل بدعت بلکہ خدا کی و رسول علیہ السلام کے راستہ پر نہیں ہیں تو اسمیں بخاری ومسلم وغیرہ بھی داخل ہوگئے کیونکہ
وہ سب بھی مقلدین ہیں خدا بچائے ایسی بدظنی سی کہ سب علماء کو انکو بدعتی قرار دیدیا وسیعلم الذین ظلموا ای
منقلب ینقلبون۔

پہر مولویصاحب فرماتے ہیں اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ اپنی عموم سے اس تقلید مروجہ کو بھی
شامل ہے جیسا کہ حدیث ترمذی عدی بن حاتم سے معلوم ہوتا ہی جب آپ ان احادیث و آیت کا جواب دینگے تو تفصیل
اسکی جواب میں آپکو معلوم ہو جاویگی۔

بہ اصول مولویصاحب خدا سے ڈرو اور توبہ کرو ذرا سوچکر جواب دو اس سے آپ کیا ثابت کرتے ہیں میرا سوال حدیث
مرفوع یا آیتہ صریح سی تہا اور آپ اتخذوا احبارھم کو پیش کرتے ہیں اور اسپر طرہ یہ کہ جواب دینگے تو تفصیل اسکی
جواب میں معلوم ہوگی- چہ خوب ہمکو معلوم ہوگی یا آپکو سنئے جناب اولٰی تو یہ آیت اسپر صراحتاً دال نہیں دوم
یہ آیت کافرونکی حق میں نازل ہوئی ہی کہ کافرونکی تقلید عقائد میں تہی اور ہماری تقلید فروعات میں ہے سوم
کفار احبار و رہبان کو رب جانتے تہے اور ہم ائمہ اربعہ کو بندہ جانتے ہیں افسوس آپنے صحیح بخاری بھی اچھی طرح
نہیں دیکھی اگر دیکھتے تو اسطرح نہ لکھتے اجی جناب محمد اسمعیل بخاری لکھتے ہیں کہ وہ فرقہ خارجیہ ہی جو ان آیتوں کو
کہ کفارونکی حق میں نازل ہوئی ہوں مسلمانوں پر حمل کریں اور آپنے احبار و رہبان کی جگہ مذاہب اربعہ کو قرار دیدیا انتہٰی

حقیقی آپ سے اِسکا انتقام لیگا۔

میرا پانچوان سوال آنحضرت صلعم کا ہر رکوع کرتے وقت اور سر اوٹھاتے وقت ہمیشہ رفع یدین کرنا اور آخر عمر مین بہی کرنا

مولوی صاحب نے فرماتے ہین کہ سنن کبری بیہقی مین ہے عن ابن عمر ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدایہ واذا رکع واذا رفع راسہ من الرکوع وکان لا یفعل ذلک فی السجود فما زالت تلک صلوتہ حتی لقی اللہ تعالیٰ انتہی اس روایت کو امام زیلعی نے نصب الرایہ تخریج ہدایہ مین نقل کیا ہے اور درایہ مین حافظ ابن حجر نے بھی نقل کیا ہے اس حدیث پر ان دونو نکا سکوت کرنا دلیل صحت ہے۔

بدر اصول ۔ مولوی صاحب جہانتک دیکھا جاتا ہے آپ یا تو مغالطہ دیتے ہین یا ضعیف روایتین پیشکرتے ہین ہماری شرطونکے مطابق آپنے ایک بہی جواب نہین دیا میرا سوال حدیث مرفوع سے ہے اور آپنے حدیث ضعیف پیش کر دی دیکہو الوار نعمانیہ مین لکہا ہے کہ مینے رجال اس حدیث کے میزان الاعتدال سے تفتیش کیے تو اس حدیث کو بہت ہی اضعف پایا آپکو لازم تہا کہ اس حدیث کو مع سند رجال تحریر کرتے تا کہ ناظرین پر بہی آپکا حال کہل جاتا خیر اگر آپنے نہ لکہا تو آیندہ ہم اسکے رجال آپکی خدمتمین تحریر کرینگے تاکہ آپکو بہی اس حدیث کا ضعف وصحت معلوم ہو جائے اور نیز ظاہر ہے کہ یہہ زیادت فما زالت تلک صلوتہ الخ بیہقی کی شاذ ہے کیونکہ ترمذی مین لکہا ہے کہ عدم رفع یدین کرنا مذہب غیر واحد کا ہے اصحاب اور تابعین سے تو فما زالت کسطرح صحیح آویگا اور ابن مسعودؓ سے عدم رفع یدین ساتہہ اسانید صحیحہ کے مروی ہے اور ابن مسعودؓ بائیس سال حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمتمین رہا اور اوسکو یہہ معلوم نہوا تہا تو آپ ہی فرمائین کہ فما زالت کیونکر درست ہوگا اگر آپ ایسی حدیث رفع یدین کے ثبوت مین پیش کرین کہ جسکی معارض حدیث صحیح یا حسن نہو تو آپکو ایک سو روپیہ حق تلاش دیا جاویگا اور یہہ آپکا مغالطہ ہے کہ اس حدیث پر زیلعی کا سکوت کرنا دلیل صحت ہے مطلقاً زیلعی نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہے کیونکہ اوسکا عمل اسپر نہین اگر صحیح جانتا تو اس حدیث پر ضرور عمل کرتا وہ تو بغیر تکبیر اولی کے رفع یدین کو صحیح نہین کہتا اسکی بحث ہم اگلے سوال رفع یدین مین کر آئے ہین وہان دیکہہ لین اسجگہ لکھنے کی کچہہ ضرورت نہین۔

مولوی صاحب نے فرماتے ہین اور صحیح بخاری و مسلم مین عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کان یرفع یدیہ حذو منکبیہ اذا افتتح الصلوٰۃ

واذا کبر للرکوع واذا رفع راسہ من الرکوع رفعہما کذلک انتہی اور کان جب فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے تو فائدہ استمرار کا دیتا ہے۔ **بدر اصول** ۔ آہا مولوی صاحب معلوم ہوا کہ آپکو صرف کا محاورہ بہی نہین فقط ضمیر پیر الکو دیکہا ہے ابھی حضرت استمرار پر لفظ کان نہ عقلاً دلالت کرتی ہے نہ نقلاً اول عقلاً کان مشتق ہے کون سے اور کون ثبوت کو کہتے ہین تو اس سے ایکمرتبہ رفع یدین ثابت ہوا کیونکہ حکایت محکی عنہ کے تابع ہوتی ہے مثلاً زید قائم کو ایک سو آدمی نقل کرین تو زید کا ایک ہی قیام ثابت ہوگا نہ سو۔ دوم نقلاً مسلم مین ہے کہ بی بی عائشہؓ فرماتی ہین کنت اطیب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قبل ان یحرم یعنی مین جو خوشبو لگاتی تہی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اول احرام باندہنے کے۔ تو مجمع البحار مین لکہا ہے فیہ دلیل لاکثر المحققین ان کان لا یدل علی التکرار والدوام اذ لم یحج بعد صحبۃ عائشۃ الا حجۃ الوداع یعنی اسمین دلیل ہے واسطے اکثر محققونکے اسلیے کہ کان دلالت نہین کرتا اوپر تکرار کے کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد صحبت بی بی عائشہؓ کے کوئی حج نہین کیا مگر حجۃ الوداع اور بحر مین ہے کہ محتار نزدیک اکثر علماء اور محققین اصولیونکے یہہ ہے کہ لفظ کان سے دوام اور تکرار نہین پایا جاتا اور یہہ ہم مانتے ہین کہ فقط اس حدیث سے ثبوت رفع یدین کا ایکمرتبہ ہوا پہر منسوخ ہوگیا۔

میرا چہٹوان سوال آنحضرت صلعم کا ہاتہین ناف سے اوپر بلکہ سینہ سے اوپر ہمیشہ ہاتہہ باندہنا۔

مولوی صاحب فرماتے ہین امام زیلعی حنفی نے تخریج ہدایہ مین اور حافظ ابن حجر نے بلوغ المرام مین اور عینی حنفی نے شرح ہدایہ مین فرمایا ہے اخرج ابن خزیمۃ فی صحیحہ من حدیث وائل ابن حجرؓ قال صلیت مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فوضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری علی صدرہ انتہی وائل ابن حجرؓ دسوین ہجری مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمتمین حاضر ہوا دیکہو تاریخ ابن خلدون تو سینہ پر ہاتہہ رکہنا آخری فعل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ثابت ہوا۔

بدر اصول ۔ مولوی صاحب یہہ تو ہم اپنے دوسرے سوال کے جواب مین لکہہ آئے ہین کہ ابن خلدون کو فن حدیث ورجال مین چندان مداخلت نہتی پہر آپنے اوسکو پیش کیا اور یہہ بالکل غلط ہے کہ وائل ابن حجر دسوین ہجری مین اسلام لائے دیکہو عینی شرح بخاری وغیرہ مین لکہا ہے کہ وائل ابن حجر اسلم فی التاسع من الہجرۃ وائل ابن حجر اسلام لائے نوین ہجری کو جوہر النقی فی رد علی البیہقی مین لکہا ہے کہ حدیث وائل ابن حجر مین محمد ابن حجر ہے وہ اپنے چچا سے مناکیر حدیثین نقل کرتا ہے چنانچہ ذہبی نے

کہا ہی اسنئے اور یہ جو آپنے لکھا ہی کہ زیلعی حنفی نے تخریج ہدایہ مین اور عینی حنفی نے شرح ہدایہ مین فرمایا ہی تو
عبارت سی یہ مفہوم ہوتا ہی کہ انکا عمل ہی اس حدیث پر تہا سو یہ بہی غلط ہی اگر یہہ حدیث انکے نزدیک صحیح اور معمول ہوتی
تو وہ تحت السرہ کو کیون اختیار کرتی اجی مولانا صاحب آجتک سنت کی تعریف کو بہی آپ نہ سمجہے سنت وہ ہوتی ہی
جو فعل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو اور ایکدو مرتبہ اسکو ترک بہی کیا ہو تو اس حدیث سی سینہ پر ہاتہہ کا باندہنا
ایکدو مرتبہ ثابت ہوتا ہی بشرط تسلیم صحت کے اور نیز حدیث وائل حکایت فعل ہے اور اصول کی کتابون مین لکھا ہی کہ حکایت
فعل عموم کو نہین چاہتی پس آپکا سینہ پر ہاتہہ باندہنا ایکمرتبہ ثابت ہوا اور ہمیشہ نیچے ناف کی نماز مین ہاتہہ باندہنا ثابت ہی
چنانچہ حدیث حضرت علی رضی کی دلالت کرتی ہی اوپر اسکی قال السنۃ وضع الکف علی الکف فی الصلوۃ تحت السرۃ
فرمایا سنت نماز مین ہاتہہ پر ہاتہہ کا رکہنا ہی نیچے ناف کی اور نیز حدیث وائل ابن حجر کی قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ
وسلم وضع یمینہ علی شمالہ تحت السرۃ کہا اونہون نے دیکہا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکہا آپنے داہنا
ہاتہہ اپنا بائین ہاتہہ پر نیچے ناف کے مولوی صاحب انصاف کی نظر سی دیکہین کہ عامل بالحدیث آپ ہین یا مقلدین جناب
کے خیال مین تو یہہ آتا ہی کہ آپ نام کے اہل حدیث ہین کیونکہ اسی وائل سے دو روایتین ہین آپنے ایک کو اپنا معمول قرار
دیا جو مجروح ہے اور اسکو ترک کر دیا جو صحیح ہے اور ہم مقلدون نے دونون پر عمل کر لیا اسطرح پر کہ حدیث تحت السرہ کو واسطے
مردونکے اور حدیث علی صدرہ کو واسطے عورتونکے کیونکہ عورتون کیلئے سینہ پر ہاتہہ باندہنی مین پردہ زیادہ ہوتا ہی اور ہم
اول آپکے سوال تحت السرہ کے جواب مین یہ بحث اچہی طرح کر آئے ہین یہان حاجت بیان نہین اور ہمارے لئے سنیت مین
قول حضرت علی رضی کا مرجح ہے۔

میرا ساتوان سوال جو مسئلہ کہ قیاس اور اجماع سے ثابت ہو اور نص کے خلاف ہو اسپر عمل کرنا حرام ہو

مولوی صاحب فرماتے ہین یہ اہلحدیث کا عقیدہ نہین اہلحدیث کے نزدیک اجماع و قیاس صحیح پر عمل کرنا درست ہی۔

رد اصول۔ واہ جی مولوی صاحب یہہ دروغ گویم بروے تو کا سا معاملہ ہوا ذرا دیکہو اپنے امام زمان نواب صدیق حسن خان
کے بغیۃ الرائد کو جو اکہتے ہین اعلم ان اصول الدین اثنان لا ثالث لہما الکتاب و السنۃ وما ذکروہ من ان
الادلۃ اربعۃ الکتاب والسنۃ والاجماع والقیاس فلیس علیہ اثارۃ علم یعنی اصول دین دو ہین اور

نہین تیسرا واسطے انکی یعنی اجماع اور قیاس اصول دین سی نہین اور کتاب معیار الحق مصنفہ مولوی نذیر حسین
کے صفحہ ۱۳۱ مین ہے کہ اجماع کل امت کا جسکی سند ہمکو معلوم نہو حجت شرعی نہین اور ایسا ہی کتاب اعتصام السنۃ
تصنیف مولوی عبد اللہ بن محمود ہی کہ مجتہد کا قیاس شریعت مین قابل اعتبار نہین چنانچہ یہہ اوسی کتاب معیار الحق
کے صفحہ ۷۹ مین اور اعتصام السنۃ کے صفحہ ۳۶ مین مرقوم ہی جناب مناسب ہے کہ آپ خجالت سے عرق جبین
ہو جاوین مین حیران ہون کہ آپنے مذاہب اربعہ اور اونکے مقلدین کو اہل بدعت بلکہ غیر طریقہ خدا و رسول پر قرار دیا تہا
جو ذکر ہو چکا ہی میرے چوتہے سوال مین اور یہان اجماع کا اقرار کر دیا یہہ کسطرح درست آویگا اور کسکا اجماع اور قیاس آپ
مانینگے کیونکہ اجماع اور قیاس کا حجت ہونا ان مذاہب اربعہ پر منحصر ہے اور آپنے انکو بدعتی قرار دیا اگر آپ سچے دل
سے اجماع اور قیاس کو مانتے تو اپنے علمائے سلف سے کہ جنکا ذکر ہو چکا ہی کہ وہ اجماع کو حجت نہین جانتے خلاف لازم آویگا
اور نیز تقلید کا ماننا آپ پر واجب ہوگا کیونکہ مذاہب اربعہ کا اجماع ہے اوپر وجوب تقلید شخصی کے اس زمانہ مین اور اگر آپ
سچے دل سے نہین کہتے ہین تو اس حدیث شیخین مین داخل ہوگے آیۃ المنافق ثلاث اذا حدث کذب نشان
منافق کی تین ہین (ایک انمین سے) کہ جب بات کرتا ہی جہوٹہ کہتا ہے۔

میرا آٹہوان سوال ائمہ اربعہ شوکانی و ابن قیم و نواب صدیق حسن اور ابن تیمیہ کے تقلید کرنیکا ماخذ کیا ہی

مولوی صاحب فرماتے ہین اہلحدیث نہ انکو اپنا امام قرار دین نہ انکی تقلید کرین اہل حدیث کے نزدیک کسی کی تقلید جائز
نہین جو ان حضرات کا مقلد ہو جیسے آپ دلدادہ

رد اصول۔ سبحان اللہ مولوی صاحب آپکا نفس بہی مثل شتر مرغ کی ہی اگر اسکو کہا جاتا ہی کہ اڑ تو جواب دیتا ہی
کہ مین اونٹ ہون کسطرح اوڑون اور اگر اوسکو کہا جاتا ہی کہ بہار اوٹہا تو کہتا ہی کہ مین مرغ ہون کیونکر اوٹہاؤن
جناب وقت پر آپ ابن قیم و ابن تیمیہ وغیرہ کے مقلد اور بنی پر انکار پہلا آپ صاحبانکا کوئی ایسا مسئلہ
بہی ہی جسپر یہہ ہی چار ائمہ آپکے متفق ہون اور آپ اونکے مخالف ذرا وہ از راہ مہربانی ہمکو بہی دکہلائین۔

**میرا نوان سوال کسی غیر مقلد کے جبہ مین چوہا مرا ہوا نکلا اور اس جبہ مین سوراخ بہی ہے
اور اوس سے اوسنے نمازین بہی پڑہی ہین تو کتنے دنون کی نماز پہیرے۔**

مولوی صاحب فرماتے ہیں اس قسم کے امور میں شارع نے ظن غالب پر بنا کر کے حکم دیا ہے عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم
اذا شک احدکم فلیتحر الصواب ولیتم علیہ

بد اصول مولوی صاحب ہمارا سوال حدیث صریح سے تھا اور آپ نے ظن غالب کو پیش کر دیا ہے کیا آپ کی سمجھ میں فرق تو نہیں آگیا خدا کے لئے ذرا سوچ سمجھکر جواب دیں آخر خلق خدا دیکھے گی کیوں لوگوں کو اپنے پر ہنساتے ہو شاید آپ اس حدیث کے معنے کو نہیں سمجھے یا مغالطہ دیتے ہیں جو آپ لوگوں کا کام ہے جناب اس حدیث سے تو مراد شک ہونے کی بیشی رکعتوں میں ہے نہ یہ کہ نماز پڑھے جاؤ ساتھ نجاست وغیرہ کے۔

مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ ایسی حالت بے علمی میں جو اسکے جبہ میں چوہا مرا ہوا نکلا اگر نماز میں ہے تو کپڑا اوتار دے اور اگر نماز میں نہیں تو جب معلوم ہوا اور اسکو یقین ہو تو کپڑے کو یعنی جبہ کو اوتار دے نماز دہرانا نہیں آتا۔

بد اصول مولوی صاحب آپ کس بر تے پر محدث بن بیٹھے ہیں یا تو آپ بخاری کے قول کو نہیں سمجھے یا آپ صاحبان کا یہہ معمول ہے کہ حدیث کا مطلب کچھہ ہوتا ہے اور آپ کچھہ اور لکھدیتے ہیں نہ کسی کی تقلید کرتے ہیں نہ خود فقاہت رکھتے ہیں ذرا دیکھو فتح الباری کو کہ بخاری اُس صورت میں جواز نماز کے قایل ہیں جو بعد نیت کے پلیدی عارض ہو اور اگر پلیدی کپڑے میں ابتدا نیت سے ہو تو نزدیک امام بخاری کے بھی نماز فاسد ہوگی اور ہمارے سوال میں یہہ تھا کہ جو نماز میں اُس جبہ سے جس میں چوہا مرا ہوا پڑا ہے پڑھ چکا وہ کتنے دنوں کی موڑے اور آپ کچھہ اور ہی فرما رہے ہیں اور جو مذہب کہ امام بخاری کا نام نقل کر چکے ہیں وہ بھی قابل سند نہیں کیونکہ اکثر علماء اوسکے برخلاف ہیں اور دلیل انکی جو برخلاف ہیں [illegible] یہہ ہے قولہ تعالیٰ فثیابک فطہر اسمیں امر کیا ہے اللہ نے ساتھ پاکی کپڑے کے پس کپڑے کی پاکی فرض ہوئی تو ساتھ نجاست کے نماز کا پڑھنا کس طرح درست ہوگا اور اگر زیادہ تحقیق چاہیں تو عینی میں دیکھ لیں کیونکہ اوسنے بعض اون حدیثوں کو کہ جنکے ساتھ بخاری استدلال لاتے ہیں منسوخ کہا ہے اور نماز میں اتارنا جبہ کا یہہ جو آپ نے ذکر کیا ہے سو کہنا یہہ ہے تو عمل کثیر ہے تمام فقہا اسپر متفق ہیں کہ اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے جیسا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اسکنوا فی الصلوٰۃ رواہ مسلم یعنی آرام پکڑو تم نماز میں اور اللہ نے فرمایا ہے قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون قال فی المدارک خائفون بالقلب ساکنون بالجوارح وکذا فی الخازن

یعنی تحقیق خلاص ہوئے مؤمن جو نماز اپنی میں آرام پکڑتے ہیں کہا مدارک نے کہ وہ خوف کرنے والے ہیں دل کے ساتھہ اور آرام پکڑنیوالے ہیں اندامون سے اور اسیطرح خازن میں بھی ہے انتھی صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ نماز میں التفات کرنی فعل شیطان کا ہے یعنی اختلاس اسکا اور جن حدیثوں میں خلع نعلین یا اوٹھانا صبیہ کا یا کلام کرنی ساتھہ ہمراہی کے نماز میں وغیرہ وغیرہ آیا ہے یہہ سب امور ابتدا میں تھے بعد میں منسوخ ہوگئے جناب آپ لوگوں نے ناسخوں کو کہ جنکا میں ذکر کر چکا ہوں ترک کر کے منسوخوں پر اپنا عمل ٹہرالیا اور اپنی اور اپنے معتقدوں کی نمازیں خراب کرنی کرانی شروع کر رکھی ہیں اگر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ یہہ حدیثیں منسوخ نہیں تو ضرور احتیاط سے بعید ہے۔

میرا دسواں سوال کسی شخص نے اپنے غلاموں سے یہ کہا کہ ہذا حر و ہذا او ہذا اس قول سے کون کون آزاد ہوگا

مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ اسکا جواب ظاہر ہے کہ ہذا اسم اشارہ ہے اسکا مشار الیہ ضرور ہونا چاہئے اشارہ بغیر مشار الیہ کے کلام عرب میں پایا نہیں جاتا اگر کوئی بغیر مشار الیہ کے ایسا کلام کرے تو کلام اُسکا مہمل ہے تو مولا نے جس غلام کیطرف اشارہ کیا ہے وہ آزاد ہوگا حدیث میں ہے ثلاث جدھن جد وھزلھن جد النکاح والطلاق والرجعۃ وفی روایۃ ابن عدی العتاق **بد اصول** آفرین مولوی صاحب آپکی سمجھ پر اول تو ہمارا سوال حدیث صریح سے تھا اور آپ اشارہ و مشار الیہ میں الجھ رہے دوسرے یہہ حدیث جو آپ نے لکھی ہے آپ مہربانی کر کے کسی مولوی سے پڑھ لیں پہر اسکا جواب لکھیں کیونکہ مولانا صاحب ان غلاموں میں نہ تو ہزل ہے اور جد یعنی نہ ٹھٹھا ہے اور نہ قصد تو یہہ حدیث کس طرح صادق آویگی اگر ٹھٹھا معتبر ہوتا تو ہر ایک آزاد ہو جاتے اور اسیطرح قصد سے بھی آپ نے ایک کو کسطرح ان تینوں میں سے جدا کر لیا حدیث کا مطلب کیا تھا اور آپکا فہم کیا سبحان اللہ

جواب ان پانچ سوالات کے جو مولوی محمد سعید صاحب نے فرحتہ الاخیار کے آخر میں تحریر فرمائے ہیں۔

(۱) فتاوی قاضیخان میں ہے خمر صبت فی قدر الطعام ثم صب فیہ الخل وصار حامضا بحیث لا یمکن اکلہ لحموضتہ حموضتہا حموضۃ الخل لا باس باکلہا اس مسئلہ کا ماخذ قرآن و حدیث سے بتاؤ۔

جواب علماؤں کا اجماع ہے اس بات پر کہ ساتھہ انقلاب ذات کے پاکی اور پلیدی بدل جاتی ہے اور آیت و حدیث بھی اسپر شاہد ہے دیکھو مشک کے کہ جو ایک جانور کا خون ہے اور خون پلید ہوتا ہے پہر جبکہ وہ نافہ بنجاتا ہے تو بالاجماع حکم

پاکی کا رکہتا ہی چنانچہ حدیثوں مین بہی اسکی صفت آچکی ہی تو آپ خیال فرماوین کہ خمر جو کہ حرام ہی اور اصلین اُسکی یہہ ہی کہ انگور کا پانی ہی جب ترکیب کے ساتہہ اسکی ذات بدلی تو حرام ہو گئی اِسیطرح جب وہ پہر بدلکر خالص سرکہ بنگیا تو حرمت رفع ہو گئی **جناب** ہمارے پروہ اعتراض کرین کہ جو امام صاحب کا مذہب ہو یہہ تو نسا خری کی روایت ہی خیر اسکا بہی ہمنے جواب دیدیا اور فتاوٰی مین ضعیف روایتین بہی ہوتی ہین اُنکو پکڑ کر حنفیہ پر اعتراض کرنا سراسر جہالت ہے۔

(۲) فتاوٰی قاضی خان مین سے فارۃ وقعت فی خمر ثم استخرجت قبل التفسخ ثم صار خلا فلا بأس باکلہ۔

جواب اِسمین بہی تبدیل عین کی ہی اور شراب تو اول ہی پلید تہی اگرچہ ما اوسمین پڑا نو کیا ہوا پہر بہی پلید کی پلید ہی رہی اور پہر جب وہ سرکہ بنائی گئی تو پاک ہو گئی ساتہہ تبدیل ذات کے جیسا کہ مین اوپر بہی ذکر کر آیا ہون۔

(۳) فتاوٰی قاضیخان مین سے ان اولج بھیمۃ او میتۃ و لم ینزل لم یفسد صومہ ولا یلزم الغسل

جواب اللہ جل جلالہ فرماتا ہی فالئن باشروھن وابتغوا ما کتب اللہ لکم وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثم اتموا الصیام الی اللیل۔ تفسیر غرائب القرآن مین لکھا ہی کہ مراد مباشرت سے نزدیک جمہور کے جماع ہی اور اسیطرح ابن جریر وغیرہ نے لکہا ہے وقال الشاشی وشرح الکتاب لما سمی الامساک عن اشیاء الثلاثۃ المذکورۃ فی اول الصبح صوما علم ان رکن الصوم یتم بالانتہاء عن الاشیاء الثلاثۃ لان الصوم لو توقف وجودہ شرعا علی غیر ھذہ الاشیاء لما کان ھذہ الانتہاء بنفسہ صوما انتہی کہا ہی شاشی اور اُس کے شروح نے کہ جب آیت نے نام رکہا چہوڑ نے ان تینوں اشیا کا اول صبح مین روزہ (یعنی جب آیت سے یہ ثابت ہوا کہ جو شخص ان تین چیزونکو چہوڑے یعنی جماع اور کہانے پینے کو تو وہ روزہ دار ہی) تو معلوم کیا گیا کہ روزہ کا رکن تمام ہو جاتا ہی ساتہہ ترک کرنے ان تینوں اشیا کے اس لیے کہ تحقیق روزہ جو ہی اگر موقوف ہو وجود اُس کا شرعا اوپر غیر ان تین چیزونکے تو البتہ نہ ہوتا یہہ ترک کرنا روزہ (یعنی اِسکو روزہ نہ کہا جاتا) انتہی اِس آیت سے

صاف ظاہر ہوا کہ جماع کرنا ساتہہ چارپایہ اور میت کے اس سے روزہ نہین ٹوٹتا اور نہ غسل لازم آتا ہی بشرطیکہ انزال نہوا ہو کیونکہ آیت مین جماع کامل سے روزہ کے ٹوٹنے کا حکم آیا ہی اور میت یا چارپایہ کے ساتہہ جماع کرنا جماع ناقص ہے اور جماع کامل کی یہہ تعریف ہی کہ قُبل یا دُبر انسان کا ہوا در محل اشتہا بہی ہو اور یہہ ہر ایک پر ظاہر ہے کہ بہیمہ اور میت کے ساتہہ جماع کرنیکو طبیعت سلیمہ نہین چاہتی تو یہہ جماع ناقص ہوا اور نیز حدیث سے ظاہر ہی کہ سوائے انزال کے غسل لازم نہین آتا عن ابی ابن کعب انہ قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جامع الرجل المرأۃ فلم ینزل قال یغسل ما مس المرأۃ منہ ثم یتوضؤ ویصلی قال ابو عبد اللہ الغسل احوط وذلک الآخر انما بیناہ لاختلافہم رواہ البخاری ابن کعب سے روایت ہی کہ تحقیق عرض کی انہوں نے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جماع کرے مرد ساتہہ عورت کے پس نہ انزال ہوا ہو تو اُسپر غسل لازم آتا ہی یا نہ) فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دہو ڈالے اوس چیز کو کہ مس کیا ہو عورت نے اسکے بدن سے (مراد آلت ہی) پہر وضو کرے اور نماز پڑہے (بشرطیکہ انزال نہوا ہو) کہا ہی امام بخاری نے کہ غسل کرنا بہتر ہی (احتیاطاً) اور غسل کرنا آخر حکم شارع کا ہی (یعنی فرض نہین) اور یہہ حدیث ناسخ ہی اس حدیث کی کہ جسمین غسل ساتہہ جماع بغیر انزال کے آیا ہی انتہی اور فتح الباری و عینی و قسطلانی مین لکہا ہی کہ ایک جماعت صحابہ نے غسل سوائے انزال کو فرض نہین کہا اور اسیطرح ایک جماعت تابعیون نے بہی غسل سوائے انزال کو فرض نہین کہا اور اکثر متاخرین اس حدیث کو ضعیف کہتے ہین کیونکہ انکا قول ہی کہ فقط دخول کے ساتہہ غسل فرض ہوتا ہی انتہی ملخصاً پس جب یہہ ثابت ہوا کہ بعض صحابہ اور تابعین اور امام بخاری اور داؤد ظاہری کا یہہ مذہب ہے کہ سوائے انزال کے غسل فرض نہین ہوتا تو اگر ایک روایت حنفیہ کی پائی گئی اسطرح کی کہ ساتہہ جماع میت اور چارپاے کے بغیر انزال غسل فرض نہین ہوتا اور روزہ نہین ٹوٹتا تو اسمین کیا قباحت لازم آگئی اگر آپ اعتراض کرتے تہے تو مناسب کہ ان سب پر کرتے حنفیہ کا تخصیص کرنا تو خالی عناد سے نہین باقی یہہ کہ جماع ساتہہ میت یا چارپاے کے یا کامل ہوگا یا ناقص اگر کامل ہی تو عبارت نص سے غسل کا ہونا اور روزہ کا نہ ٹوٹنا ثابت ہوگا اور اگر ناقص ہے تو دلالت نص سے غسل کا ہونا اور روزہ کا نہ ٹوٹنا ثابت ہوگا اور نزدیک فقہاؤن کے یہہ جماع ناقص ہے۔

(۴) درمختار مین ہی کہ عند وطی بھیمۃ او میتۃ او صغیرۃ غیر مشتہاۃ الی قولہ ولا ینتقض الوضوء فلا یلزم الغسل۔

جواب - حضرت یہہ صورت ہی بعینہ مثل صورت اول کے ہی جسکا جواب ابہی ہم کرچکی ہین وہ ہی جواب بعینہ اسکا بہی ہی کیونکہ یہہ جماع بہی ناقص ہے کیونکہ خواہش اسکو نہین چاہتی۔

(۵) درمختار مین ہی کہ ولا صلوۃ حاملۃ ولو کبیرا (ای الکلب)

جواب - یہہ مسئلہ ہمارے حنفیونکے نزدیک مختلف فیہ ہی اور احتیاط اسمین یہہ ہے کہ اس سے نماز جایز نہین کیونکہ فتح القدیر مین ہی کہ اگر اکثر کتب یونسی جواز نماز ثابت ہوا اور ایک سے فساد تو فتویٰ اوس ایک کیطرف کیا جاویگا از روایت کی انتہے لیکن امام بخاری اور بعض محدثون کے نزدیک کُتّا پاک ہے، چنانچہ قال کانت الکلب تقبل و تدبر فی المسجد فی زمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فلم یکونوا یرشون شیئا من ذلک۔ قال العینی هذا الذی ذکرہ البخاری احتج بہ فی طہارت الکلب و طہارت سؤرہ وجواز ممرہ فی المسجد کہا امام بخاری کہ کُتّے آتے جاتے مسجد مین بیچ زمانہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پس نہ تہے اصحاب جو دہوتے مسجد کو کہا ہی عینی نے کہ یہہ وہ ہی جو ذکر کیا بخاری نے اور دلیل پکڑی ہے ساتہہ اسکے پاکی کتّے مین اور اوسکے پس خوردہ مین اور گذرنا اوسکا مسجد مین اور جایز رکہا ہی گذرنا اسکا مسجد سے اور نیز عینی دوسری جگہ مین لکہتا ہی کہ دلیل پکڑی ہی بخاری نے ساتہہ اسکے اوپر پاکی بول کتّے کے اور اسیطرح پانچ چہہ حدیثونکی تحت مین عینی نے لکہا ہی کہ امام بخاری کے مذہب مین کتا پاک ہی اور پس خوردہ اوسکا بہی اور فتح الباری مین ہی کہ استدل بہ المصنف علی طہارت سؤر الکلب یعنی ظاہر کی ہی تصنیف اسکے امام بخاری نے اوپر پاک ہونے پس خوردہ کتّے کے اور امام مالک رح کے نزدیک بہی کتا پاک ہے عینی نے لکہا ہی لان الکلب طاہر عندہ اسواسطے کہ کتا پاک ہی نزدیک امام مالک کے اور نیز فتح الباری میں ہی کہ لکون الکلب طاہر عندھم اور کتا پاک ہے نزدیک مالکیون کے انتہے مولوی صاحب جان فرمائیے کہ جب محدثین بہی قائل ہون اوپر طہارت کتّے کے اور امام بخاری اور امام مالک رح وغیرہ محدثین کا مذہب بہی ہو کہ کتا پاک ہے تو پس اگر کسی حنفیون کی کتاب مین روایت جواز صلوۃ ساتہہ اوٹہانے کتّے کے آیا

تو اوسمین کیا مضائقہ ہی سو یہہ تو ہم اول ہی کہہ چکی ہین کہ یہہ ہمارا معمول نہین آپ وہ اعتراض کیجئے جو ہمارا معمول ہو۔

مولوی صاحب فرماتے ہین۔ لو حضرت آپکو مبارک ہو کُتّا لیکر نمازین شوق سے پڑہو۔

جناب مولوی صاحب آپکی اس تحریر سے یہہ ثابت ہوا کہ آپ از راہ حسد کے ایسی ضعیف روایتین پیش کر کے مقلدین حنفیہ پر اعتراض کرتے ہین اور یہہ نہین سوچتے کہ دوسرے کیطرف ایک انگلی کرنے سے اپنی طرف چار ہوتی ہین آپ اپنے گریبان مین منہہ ڈالکر بولین کہ آپ صاحبان کے عقائد کیسے ہین دیکہو اور انصاف کرو۔

دیکہئے یہہ غیر مقلدیون کے عقائد ہین

اول - یہہ کہ خدا پاک کا جہوٹہہ بولنا ممکن کہتے ہین چنانچہ صفحہ ۵ کتاب صیانۃ الانسان مطبوعہ مرادآباد تصنیف مولوی شہود الحق شاگرد مولوی نذیر حسین مین مندرج ہی۔ **دوم** انبیا علیہم السلام احکام دینی مین بہی چوک کے قائل ہین یعنی انبیا خدا کے احکم پہونچانے مین بہول بہی گئے ہین یہ صفحہ ۱۲ کتاب رد تقلید بکتاب المجید مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی مین اس مضمون کا مولوی حسین خان اقرار کرتے ہین اور اس کتاب کی صحت پر مولوی نذیر حسین نذیر بعد حسین وغیرہا اکابرین غیر مقلدین کی مہرین بہی لگی ہوئی ہین حالانکہ انبیا علیہم السلام تبلیغ احکام مین بالاتفاق معصوم ہین **سوم** یہہ کہ آنحضرت کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کرتے ہین چنانچہ یہہ مضمون صفحہ ۲۲ و ۶۱ النعم المومنین مصنفہ اخوند صدیق پشاوری شاگرد مولوی نذیر حسین کے ظاہر ہے کہ اونہون نے خاتم النبیین کے الف لام کو عہد خارجی کا لکہا ہی جسکے معنی یہہ ہین کہ بعض خاتم ہین منصب پیغمبرونکی حالانکہ آپ کل انبیا کے خاتم اور نبی آخر زمان ہین کہ بعد آپکی کوئی نبی نہ ہوگا **چہارم** کہتے ہین کہ سوا حدیث متواتر کے آنحضرت کا معجزہ ثابت نہین ہوتا یعنے آنحضرت سے سوائے ایکدو معجزونکے زیادہ صادر نہین ہوئے چنانچہ یہہ مضمون کتاب دلیل محکم مطبوعہ دہلی تصنیف مولوی نذیر حسین سے ظاہر ہی **پنجم** چارون اماموں کے مقلد یعنی حنفی شافعی مالکی حنبلی اور چارون طریقونکے متبع یعنی قادریہ نقشبندیہ چشتیہ سہروردیہ وغیرہ سب لوگ مشرک اور کافر ہین یہہ کتاب اعتصام السنۃ صفحہ ۵۸ مین لکہا ہے اور مولوی محمد یٰسین نے رسالہ اشعار الحق جواب رسالہ تنویر الحق مین سب مقلدون کو اخوان یزید اور رافضی بلید

اور شیطان دکافر لکھا ہی اور اسیطرح مولوی محی الدین کتب فروش لاہوری لی بہی کتاب ظفر المبین مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۱۸۹ و ۲۳۰ و ۲۳۲ مین تقلید کو شرک اور حرام اور مقلدین حنفیہ کو مشرک اور کافر لکہا ہی اور چارون اماموں کے مصلونکو ضلالت اور بدعت قرار دیا نعوذ باللہ منہا تنبیہ مقام عبرت ہے کہ جب ان لوگوں نے علمائے مقلدین و اولیائے کاملین کو بلا دہڑک مشرک اور کافر لکہدیا تو اب ان کے کفر و الحاد مین کیا شک باقی رہا ہی ان بیخبرونکو اتنی بہی خبر نہین کہ ہماری اس ناشائستہ تحریر سے ہمارے امام المحدثین اور مقتدا عالمین امام بخاری و مسلم علیہ الرحمت وغیرہ محدثین بہی معاذ اللہ کافر و مشرک ہوئے جاتے ہین کیونکہ وہ سب مقلد ہین امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ششم کتاب اظہار الحق مطبوعہ مطبع اتالیق ہند لاہور کے صفحہ ۷۱ مین مرقوم ہی کہ پنیر شام کا جو سور کے پنیر مایہ سے بنایا جاتا اوسکا مشہور ہے یا اور چیزین مثل جوخ کی جنمین سور کی چربی پڑتی مشہور ہی جب وہ آنحضرت کے پاس آتی تہین تو آپ بلا دریافت کہاتے تہے نعوذ باللہ من ذلک آنحضرت ایسی ایسی حرام چیزونکی استعمال کرنیکا سراسر بہتان اور اتہام ہی نہین معلوم غیر مقلدین ایسی باتونکو بمقابلہ مقلدین از راہ نفسانیت جانبوجہکر چہوڑتے ہین یا بسبب نادانی اور بےسمجہی کے ایسے امور اونسے ظہور مین آتے ہین **ہفتم** رسالۃ الاحتواء علی مسئلۃ الاستواء تصنیف نواب صدیق حسن خان مطبوعہ گلشن اودہ لکہنو ہین لکہا ہی کہ خدا عرش پر بیٹہا ہی اور عرش اوسکا مکان ہی اور دونون قدم اپنے کرسی پر رکہے ہین اور کرسی اوسکے قدم رکہنے کی جگہ ہی اور ذات خدا کی جہت فوق اور طرف علو مین ہے اور اسکو فوقیت جہت کی ہی نہ فوقیت رتبہ کی اور وہ عرش پر رہتا ہی اور اوترتا ہی ہر شبکو طرف آسمان دنیا کی اور اوسکی لئے دہنا بایان ہاتہ اور قدم اور ہتہیلی اور انگلیان اور دو آنکہین اور منہہ اور پنڈلی وغیرہ سب چیزین بلا کیف ثابت ہین اور جو آیتین اس بارہ مین ہین وہ سب محکمات مین آیات متشابہات نہین اور ان آیات و احادیث مین تاویل کرنا چاہئے انتہے حالانکہ یہہ مذہب فرقہ مجسمہ و مشبہہ و جہلا حنابلہ کا ہی اور مخالف ہی اہل سنت جماعت سے **ہشتم** بیس ۲۰ رکعت تراویح کو بدعت اور ضلالت جانتے ہین اور اس بارہ مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صریح خاطی اور مخترع بدعت ضلالت کا ٹہیراتے ہین چنانچہ نواب صدیق حسن خان نے کتاب الانتقاد الرجیح مطبوعہ مطبع علوی لکہنو کے صفحہ ۶۲ و ۶۳ مین حضرت عمر کو نہایت بیباکی سے لکہا ہے

نہم کتاب منہج المومنین مطبوعہ مطبع محمدی لاہور تصنیف قاضی محمد حسین ساکن اچرا ضلع ملتان کے صفحہ ۷۹ سے تا ۱۰۴ مین لکہا ہی کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئا للہ کہنے والا کافر اکبر مشرک ہی کہ اس نے یہہ تینون شرک کئے اشراک فی العلم اور اشراک فی التصرف اور اشراک فی العبادۃ اور اسیطرح یا رسول اللہ کہنے والا بہی کافر اور مشرک ہے حالانکہ یہہ کہنا بالکل تعصب اور نفسانیت سے بہرا ہی اور خود معترض علم معرفت سے بے بہرہ ہی **دہم** اوسی کتاب کے صفحہ ۱۱۹ مین لکہا ہے کہ جو کوئی اذان مین وقت سننے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے انگوٹہون کو چوم کے آنکہون پر رکہے وہ بدعتی ہی اور جسقدر اس بارے مین حدیثین ہین وہ سب موضوع اور بناوٹی ہین اور عمل کرنا اسپر موجب ضلالت ہی **یازدہم** اوسی کتاب کے صفحہ ۱۲۶ سے تا صفحہ ۱۲۸ مین مرقوم ہی کہ آنحضرت کا عالم برزخ مین احوال و اعمال امت پر واقف ہونا بدیہی البطلان ہی اور اعتقاد اسپر موجب شرک جلی ہی اور جو بواسطہ ملائکہ کے احوال امت پر آپ مطلع کئے جاتے ہین سو یہہ بہی غیر متیقن اور غیر مثبت اور قابل اعتبار نہین کہ سوائے ارباب سیر کے کسی معتبرین اہل حدیث نے اسکو نقل نہین کیا ہی حالانکہ احادیث سے یہہ بات ثابت ہی کہ قبر شریف مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر احوال و اعمال امت پیش کئے جاتے ہین جن لوگونکے اعمال صالحہ ہوئے ہین تو آپ خوش ہوتے ہین اور جنکے اعمال بد ہوتے ہین تو آپ اونکے حق مین دعا استغفار فرماتے ہین **دوازدہم** ختم پنج آیت و سوم میت و مصافحہ جمعہ و معانقہ عیدین و مجلس میلاد خیر العباد و عمل اسقاط میت وغیرہ یہہ سب امور بدعت اور ضلالت ہین چنانچہ یہہ تحقیق الکلام تصنیف ابو عبد اللہ قصوری عرف غلام علی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر کے صفحہ ۱۵ مین مرقوم ہی **سیزدہم** اوسی کتاب کے صفحہ ۳۱ مین لکہا ہی کہ درود مستغاث اور دلائل الخیرات و کبریت احمر و درود اکبر وغیرہ کتب درود سب بے اصل اور اختراعی ہین بلکہ یہہ درود ہی نہین انتہے خدا بچائے ایسے خیالات فاسدہ سے بالکل آنحضرت صاعقات معلوم ہوتی ہی **چہاردہم** اوسی کتاب کے صفحہ ۴۰ و ۴۱ مین فرط محبت عشقی کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ شرک لکہا ہی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ زیادہ محبت رکہنے والے کو شرک کہا ہے نعوذ باللہ منہا اور اسی بنا پر صفحہ ۴۳ مین حضرت مولانا نظام الدین کو مشرک لکہدیا ہے کہ انہون نے بسبب فرط محبت کے

سکندر نامی مین یہہ بیت نعتیہ لکہا ہی ۔ چہ گویم کہ عیسے ہو کب روان ٭ بہار و نبیش خضر و موسیٰ دوان
پانزدہم اوسی کتاب کے صفحہ ۴۸ سی تا ۴۹ مین لکہا ہی کہ الہام صرف دل کی خیال کو کہتی ہین خواہ خدا
کیطرف سی ہو خواہ شیطان کیجانب سی خواہ وہ خیر ہو خواہ شر اور الہام ہر ایک کو ہوتا ہی مکہی سے لے تا انسان
تک اور کافر سی مسلمان تک اسمین کسی کی خصوصیت نہین اور اس الہام کو اولیا اللہ کا خاصہ سمجہنا خطا
بلکہ ہر ایک مؤمن اولیا اللہ ہی اور الہام کیکا خاصہ نہین انتہے کلامہ واہ اب کیا پوچہنا ہی کہ مکہی مچہر شرک
اور کافر کو بہی الہام ہونے لگا اور ہر مؤمن خواہ فاسق ہو یا فاجر اولیا اللہ ہی لاحول ولا قوۃ ایسی سمجہ کے آدمی
سی خدا بچاوے اور کسی مسلمان کو انکی دام وسوسۂ شیطانی مین نہ پہنساوے شانزدہم ۱۶ اوسی کتاب کے صفحہ
۴۴ و ۴۵ مین لکہا ہی کہ سب افعال اور اقوال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تشریعی اور محمود نہین ہین
اور عصمت مطلقہ آپ کے واسطے ثابت نہین ورنہ صحابہ آپکی بعض خطاؤن پر اعتراض نکرتے انتہے یہان تو
ملا قصوری آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بہی خوش عقیدہ نہین ہی اور اونکو پیغمبر معصوم نہین سمجہتا اور آپکی بعض
اقوال و افعال کو خلاف شرع اور نا محمود بتاتا ہی اور اونہین کی امت مین ہو کر اونہین پر اعتراض جماتا ہی اونسبت
اسکی صحابہ کیطرف لگاتا ہی معاذ اللہ اگر کوئی بادشاہ دین ہوتا تو اس گستاخی اور بے ادبی کی ضرور سزا ملا قصوری
کو دیتا خیر اب ہم ملا قصوری کی قصور کو منتقم حقیقی کی سپرد کرتی ہین کہ وہ اپنی حبیب پر اعتراض کرنیوالونکو خوب
سزا دیگا **ہفتدہم** ۱۷ یہہ کہ پانی اگرچہ نہایت ہی قلیل ہو نجاست پڑنی سی ناپاک نہین ہوتا جبتک کہ رنگ
اور بو اور مزا اوسکا نہ بدلے اور پانی پاک ہے اور پاک کرنیوالا یہہ مضمون طریقہ محمدیہ ترجمہ در بہیہ مصنفہ قاضی
شوکانی مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کی صفحہ ۶ و ۷ مین نواب صدیق حسن خان نی لکہدیا ہی غرض مطلب اونکا
یہہ ہوا کہ کسی کنوین مین سور یا کتا یا بلی ڈوب مرے کہ جس سے پانی کی اوصاف مذکورہ مین تغیر نہ آوی یا ایک لوٹے
یا ایک پیالے پانی مین یا ایک گہڑی مین اسقدر موت یا شراب یا کوئی نجس شے پڑ جاوی جس سے اوسکا رنگ
بو اور مزہ نہ بدلنے پاوے یا اسمین کتا یا سور منہہ ڈالے تو وہ پانی پاک اور پاک کرنیوالا ہی اور اوس سے وضو اور
درست ہی اور پینا اوسکا جائز توبہ توبہ ایسی عقائد والون سے خدا بچاوے **ہژدہم** ۱۸ گدہے اور موت آدمی کا

لعاب اور لیند کتی کا اور خون حیض اور نفاس کا اور گوشت سور کا یہہ سات چیزین نجس اور پلید
ہین بس اور سوائے انکی بول پسر شیر خوار کا اور پیشاب اور گو سور کا اور بول کتی کا اور گدہی اور گہوڑی اور خچر اور
بندر اور ریچہہ اور بہیڑیا اور بلی اور شیر وغیرہ حیوانات کا اور چربی و خون و منی اور شراب یہہ سب
پاک ہین چنانچہ اوسی طریقہ محمدیہ کے صفحہ ۷ اور فتح المغیث کے صفحہ ۵ مین یہہ عبارت بعینہ لکہی ہے
کہ نجاست گو اور موت ہی آدمی کا مطلق مگر موت لڑکے شیر خوار کا اور لعاب ہے کتی کا اور لیند بہی اور خون
ہی حیض و نفاس کا اور گوشت ہی سور کا اور جو اسکے سوا ہی اوسمین خلاف ہے در اصل اشیا مین پاکی
ہی اور نہین جاتی پاکی مگر نقل صحیح سی کہ جسکے معارض کوئی نقل دوسری نہو انتہے لاحول ولا قوۃ
بہلا مولویصاحب یہہ بہی کوئی عقائد ہین اور مسلمان ایسی عقیدے رکہتی ہین نہین نہین ہرگز نہین
نوزدہم ۱۹ کتاب اعتصام السنۃ کے صفحہ ۱۹ و ۲۰ و ۲۷ مین ہی کہ پیشاب کے بعد پانی سی استنجا
کرنا اور ڈہیلا لینا بدعت ہے اور بدعت انکی نزدیک ایسا فعل ہی کہ جو آنحضرت کے بعد ہوا ہو اور بدعت
ضلالت ہی اور ہر ضلالت فی النار پس ہر بدعتی انکے نزدیک ناری اور دوزخی ٹہیرا اور پانی سی استنجا
کرنیوالا بہی دوزخی ہوا حالانکہ یہہ سنت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سی ثابت ہی پس بقول انکی معاذ اللہ
حضرت عمر بہی بدعتی اور دوزخی ہوئے **بستم** ۲۰ جو کوئی اپنی بیوی سے جماع کرے اور انزال نہو تو اوس
کی نماز بغیر غسل کے درست ہی چنانچہ کتاب ہدایت قلوب قاسیہ جواب گلزار آسیہ
تصنیف مولوی محمد سعید شاگرد مولوی نذیر حسین کے صفحہ ۲۶ مین موجود ہے
لو جناب اب ہم آپ کے عقائد کہانتک لکہین اسقدر پر اکتفا کرتے ہین۔ باقی آیندہ
دیکہا جاویگا۔ اور **مولوی صاحب** کا یہہ کہنا کہ یار زندہ صحبت باقی اگر حافظ جی جیتے ہوتے
تو یہہ دن کیون دیکہنے نصیب ہوتے آپ ہی پر صادق آیا ٭ والسلام علی من اتبع الہدی

مورخہ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۲۳ ہجری صلے اللہ علیہ وسلم

تمت

قطعۂ تاریخ

کھان ہین حلقہ بگوشانِ مذہبِ نُعمان
امامِ اعظم و مِقدام اکرم و افخم

کہ سب ہین مقتدیانِ امامِ مجتہدین
بڑے فقیہہ و محدث تھے اور بڑے حق دان

ملے صحابہ سے اور تابعی بلاشک تھے
مقلدون کو یہہ نسخہ ہے عُروۃُ الوُثقیٰ

ابو حنیفہ کوفی عَلَیہِمُ الرِّضوَان
محققون کو یہہ مسند ہے مستند برہان

کہین ہے فقہ کی دریا مین غوطہ زن خامہ
غرضکہ دیکھنے سے اِسکے منکشف ہوگا

کہین حدیث کی میدان مین ہے قلم جولان
حدیث و فقہ حقیقت مین ہین دو تن اک جان

کیا سوال جو تاریخ کا جواب مِلا

چو ضربِ سیفِ مقلد کا یہہ جواب ہے ہان
١٣ ه ٢ ٣